http://muftbooks.blogspot.com/

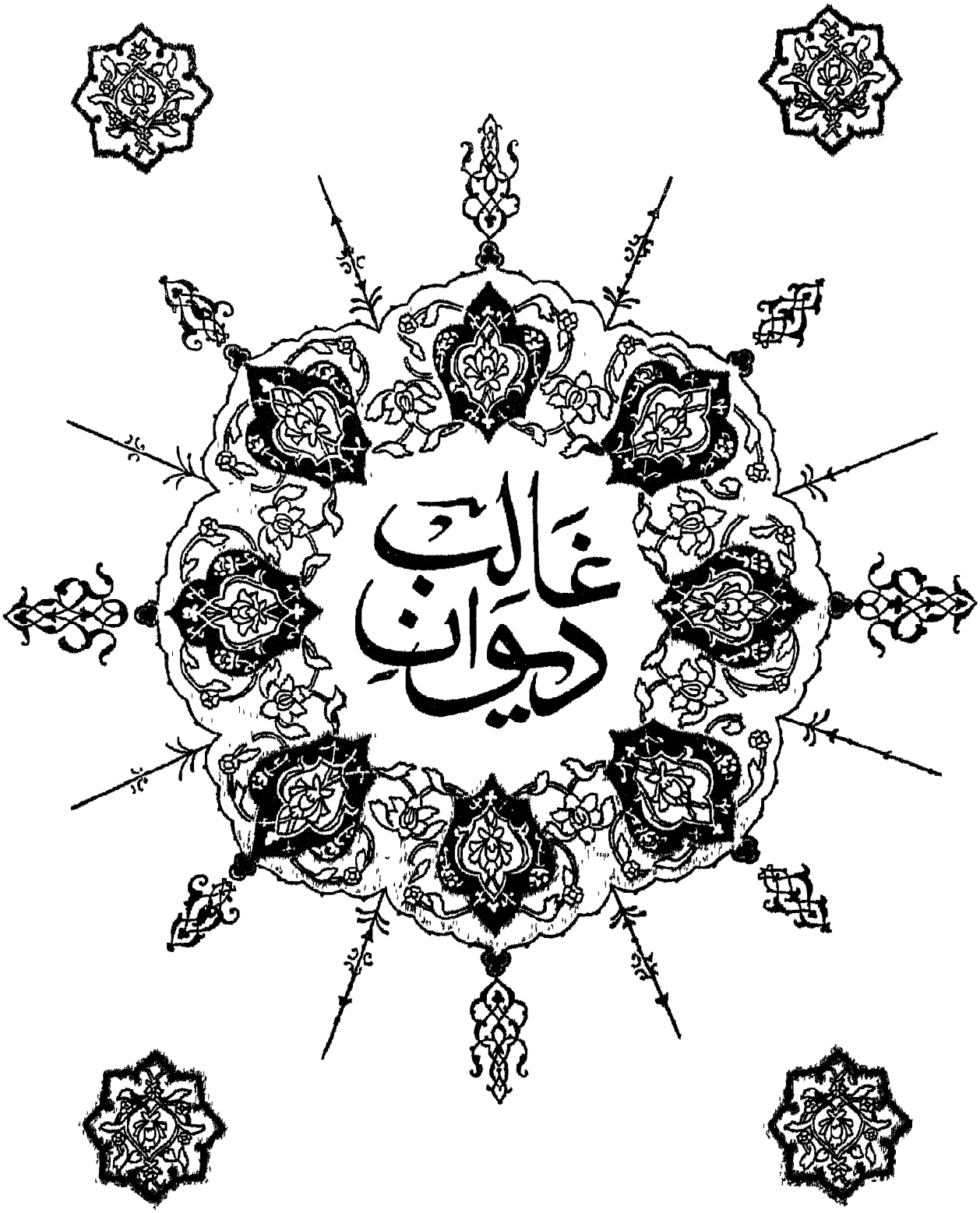

http://muftbooks.blogspot.com/

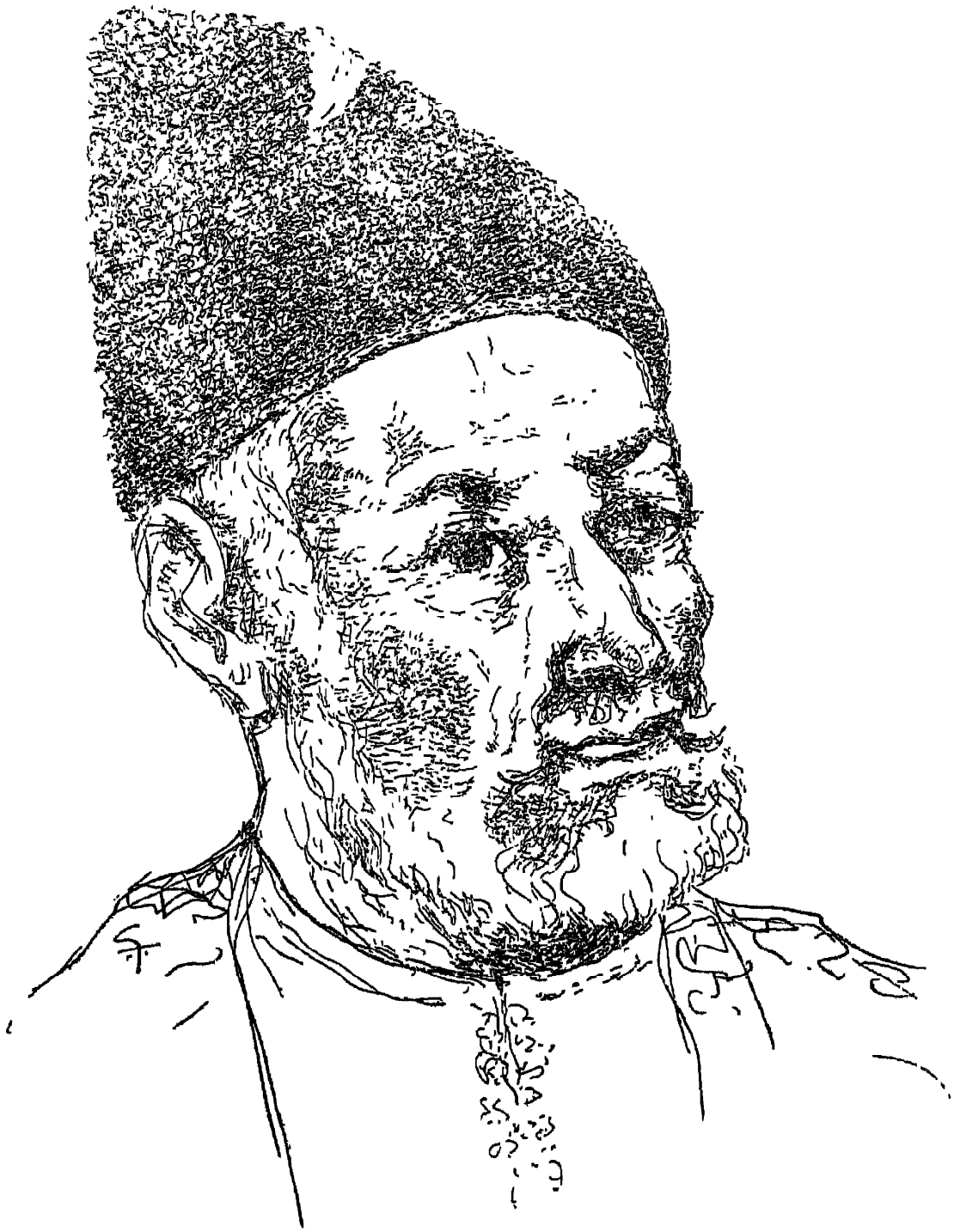

http://muftbooks.blogspot.com/

دیوانِ غالب

مرتبہ

سردار جعفری

http://muftbooks.blogspot.com/

نام	مرزا اسد اللہ خاں
عرف	مرزا نوشہ
تخلص	اسد اور غالب
خطاب	نجم الدولہ، دبیر الملک
پیدائش	آگرہ، ۲۷ دسمبر ۱۷۹۷ء
وفات	دہلی، ۱۵ فروری ۱۸۶۹ء
مدفن	خاندان لوہارو کا قبرستان،

سلطان جی چونسٹھ کھمبا، نظام الدین، دلّی۔

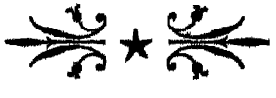

http://muftbooks.blogspot.com/

دیباچہ

انسانی ذہن کی وسعتیں لامحدود ہونے کے باوجود ایک فرد کا ذہن کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو پھر بھی محدود رہتا ہے۔ بڑے سے بڑا شاعر اور مفکر بھی اس کلیے سے آزاد نہیں، لیکن اس کی تخلیق، شعر یا خواب جسے وہ اپنی ذات سے الگ کر کے آئینے کی طرح دنیا کے سامنے رکھ دیتا ہے، انسانی ذہن کی لامحدود وسعتیں اختیار کرلیتا ہے۔ آنے والی نسلوں کا ہر پڑھنے والا اپنی ذہنی استعداد اور جذباتی شدت کے اعتبار سے اس تخلیق میں نئے معنوں اور کیفیتوں کا اضافہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ غالب یا شیکسپیر کا ایک مصرعہ ہزار مواقع پر ہزار نئے معنی پیدا کر سکتا ہے، اس کے دامن میں اتنی وسعت ہوتی ہے کہ وہ آنے والی زندگی کے ہنگاموں کو سمیٹ سکے۔ اس کو تنقید کی زبان میں تعمیم، ہمہ گیری اور تہہ داری کے نام دیئے جاتے ہیں، جو جذبات سے عاری اور خیالات سے خالی لفظی بازی گری سے مختلف چیز ہے اور صرف اس وقت پیدا ہوتی ہے جب شاعر اپنے عہد پر حاوی ہونے کے ساتھ ساتھ لفظوں کے صوتی آہنگ اور معنوی کیفیت سے بھی پوری طرح واقف ہو اور ان کو اس طرح چھیڑ سکے جیسے مطرب ساز کے تاروں کو چھیڑتا ہے۔ ادب کی طویل تاریخ میں چند گنی چنی شخصیتیں اس معیار پر پوری اُترتی ہیں، غالب اُن میں ایک ہے۔

غالب اردو کا محبوب ترین شاعر ہے جسے اقبال نے گوئٹے کا ہمنوا قرار دیا ہے۔ گذشتہ سو سال میں دیوانِ غالب کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے ہیں اور بے شمار مضامین لکھے گئے ہیں۔ ہر نقاد اور پڑھنے والے نے اپنے مذاق اور مزاج کے لئے غالب کے اشعار میں گنجائش دیکھی۔ کبھی خراج تحسین نے عقیدت کی شکل اختیار کی، کبھی ایک سنجیدہ تجزئے کی اور کبھی اس مبالغے کی جو آرٹ کا حسین زیور ہے۔

غالب کی شخصیت انتہائی دلاویز اور ہمہ گیر تھی۔ نسل کے اعتبار سے وہ ایبک ترک تھا جس کا دادا اس کی پیدائش (آگرہ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۷۹۷ء) سے تقریباً نصف صدی پہلے سمرقند سے ہندستان آیا تھا۔ اس خاندان نے غالب کو «چوڑا چکلا ہاڑ، لانبا قد، سڈول اکہرا جسم، بھرے بھرے ہاتھ پاؤں، کتابی چہرہ، کھڑا نقشہ، چوڑی پیشانی، گھنی لانبی پلکیں اور بڑی بڑی بادامی آنکھیں، اور سرخ و سپید رنگ» دیا تھا جس میں شراب نوشی نے چمپئی دمک پیدا کردی

http://muftbooks.blogspot.com/

تھی۔ غالب کا مزاج ایرانی تھا، مذہبی عقاید عربی، تہذیب و تربیت ہندستانی اور زبان اردو۔ ذہانت، طباعی اورسخن وری کا ملکہ پیدائشی تھا اور زندہ دلی، آزادہ روی اور خوش اخلاقی نے سونے پر سہاگے کا کام کیا جس کی وجہ سے لوگ اس کی انانیت اور خود پرستی کو بھی برداشت کرلیتے تھے۔ شعر کہنا بچپن سے شروع کردیا تھا اور پچیس برس کی عمر سے پہلے اپنے بعض بہترین قصائد اور غزلیں کہہ لی تھیں اور تیس بتّیس برس کی عمر میں کلکتے سے دہلی تک ایک ہنگامہ برپا کردیا تھا۔ تعلیم کے متعلق کافی معلومات اب تک فراہم نہیں ہوسکی ہیں لیکن غالب اپنے عہد کے مروجہ علوم پر حاوی تھا اور فارسی زبان، شعر اور ادب پر بڑی گہری نگاہ رکھتا تھا۔ اور پھر زندگی کا مطالعہ اتنا وسیع تھا کہ خود لکھا ہے کہ ستر برس کی عمر میں عوام سے نہیں خواص سے ستر ہزار آدمی نظر سے گذر چکے ہیں۔ «میں انسان نہیں ہوں انسان شناس ہوں» بادشاہوں اور امیروں سے لے کر میفروشوں تک اور دہلی کے علما اور فضلا سے لے کر انگریز حاکموں تک بے شمار لوگ غالب کے ذاتی دوستوں میں تھے۔ جوانی کی رنگ رلیوں کا ذکر خود بارہا کیا ہے۔ رقص، سرود، شراب، شاہد بازی، جوا کسی چیز سے پرہیز نہیں کیا اور جب بیس پچیس برس کی عمر میں رنگ رلیوں سے دل ہٹ گیا تو صوفیانہ آزادہ روی اختیار کی اور ہندو، مسلمان، عیسائی سب سے یکساں سلوک کیا۔ نماز پڑھی نہیں، روزہ رکھا نہیں، شراب کبھی ترک نہیں کی۔ ہمیشہ اپنے آپ کو گنہگار کہا لیکن خدا، رسول اور اسلام پر پورا ایمان تھا۔ چند چیزوں کا شوق ہوس کی حد تک تھا۔ علم اور عزت کی طلب ایک شدید پیاس بن کر عمر بھر ساتھ رہی۔ کڑوے کریلے، املی کے کھٹے پھول، چنے کی دال، انگور، آم، کباب، شراب، خوبصورت راگ اور حسین مکھڑے ہمیشہ دل کو کھینچتے رہے۔ یوں تو غالب عمر بھر ان چیزوں کے لئے ترستا رہا لیکن اگر کبھی چند چیزیں ایک ساتھ جمع ہوگئیں تو اس وقت غالب کا دماغ آسمان پر پہنچ گیا اور اس نے اپنے آپ کو ہفت اقلیم کا بادشاہ سمجھ لیا۔

چند واقعات غالب کی زندگی میں بہت اہم ہیں۔ بچپن کی یتیمی، دہلی کا قیام اور کلکتے کا سفر۔ اور ان کا اثر اس کی شخصیت اور شاعری پر بڑا گہرا ہے۔ اس کی ابتدائی زندگی اور شاعری کی بے راہ روی مشہور ہے۔ جو بچہ پانچ برس کی عمر میں باپ کی شفقت سے محروم ہو گیا ہو اور جسے کوئی معقول تربیت نہ ملی ہو وہ اپنی ذہانت اور طبیعت ہی کے زور پر آگے بڑھ سکتا تھا

http://muftbooks.blogspot.com/

اور اس میں بے راہ روی بڑی اہم منزل ہے جہاں ٹھوکریں استاد کا کام کرتی ہیں۔ کہاجاتاہے کہ میر نے غالب کا ابتدائی کلام دیکھ کر کہا تھا کہ کوئی استاد کامل مل گیا تو اچھا شاعر ہو جائے گا نہیں تو مہمل بکنے لگے گا۔ ایک ایرانی ملا عبدالصمد کے سوا (جس کا وجود مشکوک ہے) زندگی کے تجربات ہی غالب کے استاد رہے۔ غالب کی ابتدائی مشکل اور گنجلک شاعری پر، جس کے بعض نمونے موجودہ دیوان میں بھی باقی رہ گئے ہیں، جب آگرے والے ہنسے تو غالب کی انانیت اُنھیں خاطر میں نہ لائی۔ لیکن جب شادی کے بعد قیام دہلی کے دوران میں بڑے بڑے عالموں اور مستند استادانِ فن سے سابقہ پڑا تو غالب اُن کی رائے کو نظر انداز نہ کر سکا اور پچیس برس کی عمر تک پہونچتے پہونچتے طبیعت صحیح شعر کی طرف مائل ہوگئی۔ اپنی جاگیر اور پنشن کے سلسلے میں غالب کو تیس برس کی عمر میں (۱۸۲۷ء) کلکتے کا جو سفر کرنا پڑا وہ اس کی زندگی کا بہت بڑا موڑ ہے۔ وہاں اس نے صرف نئی زندگی کی جھلکیاں ہی نہیں دیکھیں بلکہ اپنی ناکامی کے آئینے میں اپنا منہ بھی دیکھا۔ اس طرح غالب نے مغل تہذیب کی آخری بہار اور نئی صنعتی تہذیب کے ابھرتے ہوئے نقوش اور اُن کی کیفیتوں کو اپنی شخصیت میں جذب کر لیا۔

لیکن ان سب سے بڑا واقعہ عمر بھر کا افلاس ہے جس نے غالب کو ہمیشہ بے چین اور بے قرار رکھا۔ اب نہ تو آبا و اجداد کی شان و شوکت باقی تھی جن کے رشتے قدیم ایرانی بادشاہوں سے ملتے تھے اور نہ بو علی سینا کا علم تھا۔ اس لئے اپنے قلم کو غالب نے عَلم بنا لیا اور آبا و اجداد کے ٹوٹے ہوئے نیزوں کو قلم (فارسی سے) زندگی نے غالب کے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں کیا اور ہمیشہ اس کی روح میں ریگزار ہی اُنڈیلے۔ لیکن غالب کی روح نے زندگی کو لالہ زار بخشے۔ اس کی طبیعت کی یہ فیاضی اردو زبان و ادب کو مالا مال کر گئی۔

یہ سوال اہم ہے کہ غالب کے سامنے کوئی نظریۂ کائینات اور فلسفۂ حیات تھا یا نہیں۔ وہ کسی خاص نظریے کا بانی نہیں ہے اس لئے اس کے یہاں منظم فکر اور پیام کی جستجو غلط ہوگی۔ لیکن غالب کی شاعری کے فکری عناصر اور فلسفیانہ مزاج سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے رسمی خیالات اور غزل کے روایتی موضوعات کے پیدا کئے ہوئے تضادات کے باوجود کائینات اور انسان کے متعلق غالب کے حاوی رجحانات کا اندازہ کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اردو کا یہ عظیم المرتبت شاعر قدیم صوفیانہ

http://muftbooks.blogspot.com/

خیالات سے متاثر تھا جو اس کے علمی مطالعے کے علاوہ اسے فارسی اور اردو شاعری سے ورثے میں ملے تھے۔ یہ کہنے کے بعد بھی کہ «تصوف نہ زیبد سخن پیشہ را» غالب نے کائینات کو سمجھنے کے لئے اور مذہب کی ظاہر داریوں سے بچنے کے لئے تصوف کے بعض خیالات سے مدد لی اور انہیں سے اپنی آزاد خیال اور کج اندیشہ فطرت کی تربیت کی۔

وہ وحدت الوجود کا قائل تھا۔ اس نے اپنی فارسی مثنوی «ابر گہر بار» میں کائینات کو «آئینۂ آگہی» کہا ہے جس کی فضا میں بکھرے ہوئے حسنِ حقیقت (وجہہ اللہ) کے جلوے نگاہوں کو دعوتِ نظارہ دے رہے ہیں۔ نہ محض یہ کہ انسان جس سمت رخ کرتا ہے اس سمت «وہی وہ» نظر آرہا ہے بلکہ جس رخ کو انسان چاروں طرف موڑ رہا ہے وہ خود «اسی» کا رخ ہے۔ دوسری جگہ فارسی نثر میں یہ کہا ہے کہ ذرے کی ہستی اس کے اپنے پندار کے سوا کچھ نہیں۔ جو کچھ ہے آفتاب حقیقت کا نور ہے۔ دریا ہر جگہ بہہ رہا ہے اور اس میں موج، حباب اور گرداب ابھر رہے ہیں۔ اور «همه اوست» ہی «همه اوست» ہے۔ (غزل ۹۹ شعر ٦، ۷، غزل ۱٦۳ شعر ٤، ٥، ٦، ۷)

چونکہ وجود ایک وحدت ہے اور اصل ذات فانی نہیں ہے اس لئے کائینات بھی فانی نہیں ہو سکتی۔ غالب نے یہ بات اتنی کھل کر کہیں بیان نہیں کی ہے۔ لیکن اپنی فارسی تصنیف «مہر نیمروز» میں اس عقیدے کا اظہار ضرور کیا ہے کہ عالم کا کوئی خارجی وجود نہیں (یعنی خدا کی ذات سے الگ عالم کا تصور محض وہم و خیال ہے «ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے») اس لئے قِدم اور حدوث، نوی اور کہنگی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ صفات عین ذات ہیں اور پرتو آفتاب سے جدا نہیں۔ قیامت کے بعد نیا آدم پیدا ہوگا اور ایک آدم کے بعد دوسرا آدم ظہور کرے گا اور دنیا یونہی چلتی رہے گی۔ غالب کے اس شعر سے بھی اس خیال کی کسی قدر تصدیق ہوتی ہے۔

آرائشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز
پیشِ نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں (۹۹-۹)

یہیں سے دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اگر عالم پرتوِ ذات ہے تو وہ چیزیں جنہیں بدی، گناہ، مصیبت، تکلیف، درد اور غم کہا جاتا ہے کہاں سے آتی ہیں۔ تضادات کہاں سے ابھرتے ہیں۔ اس کا بندھا ٹکا پرانا جواب یہ ہے کہ پرتو اصلِ ذات سے جتنا دور ہوتا جاتا ہے اتنی ہی اس میں کثافت آتی جاتی ہے۔ مگر اس جواب کی منطقی کمزوری یہ ہے کہ فاصلہ ذات سے الگ چیز بن

http://muftbooks.blogspot.com/

جاتا ہے اور «ہمہ اوست» کے ہمہ گیر دائرے کو توڑ دیتا ہے۔

غالب نے یہ سوال اُٹھایا ضرور لیکن اس کا تشفی بخش جواب نہ دے سکا۔ خود صوفیا اور فلسفیوں سے یہ سوال نہیں سنبھل سکا تو ایک شاعر سے کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ اپنی فارسی مثنوی «ابر گہر بار» کے مناجات والے حصے میں غالب صرف یہ کہہ سکا کہ «صفات کمال» کے ایک نقطے سے تمام متضاد چیزیں پیدا ہوتی ہیں لیکن یہ جادو بیانی جو «ہمہ اوست» کی تفصیل ہے اصل سوال کا جواب نہیں ہے۔ اس سے زیادہ شاعرانہ اور تسکین بخش جواب فارسی کے پہلے قصیدے میں ملتا ہے جس میں غالب خدا سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تو نے «وہم غیر» سے دنیا میں ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ خود ہی ایک حرف کہا اور خود ہی گمان میں مبتلا ہو گیا۔ یہ خود اور غیر خود کی تقسیم ایسی ہے کہ دیکھنے والا اور دیکھا جانے والا ایک ہوتے ہوئے بھی دو معلوم ہو رہے ہیں اور ان کے درمیان پرستش کی رسم کا پردہ پڑا ہوا ہے حالانکہ وحدت میں دوئی کی سمائی نہیں ہے۔ پھر آگے چل کر وہ رازِ نہاں سے پردہ اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ دکھ، درد بھی وہیں سے آتے ہیں مگر اس لئے کہ راحت کی لذت بڑھادیں۔ خزاں کا جواز غالب نے «تجدید طرب» میں ڈھونڈھا ہے۔ مصائب ایک طرح کا امتحان ہیں تاکہ دوست دشمن کی نظروں سے پوشیدہ رہے اور مہمان کے راستے میں کانٹے اس لئے بچھائے گئے ہیں کہ جب خستگی کا علاج کیا جائے تو آسائش کا نیا مزہ ملے۔ گویا خود اور غیر خود کی تقسیم ایک ایسے تضاد کا باعث ہے جو زندگی کو زندگی بناتا ہے۔ یہ وحدت ہے دوئی نہیں ہے۔

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا (۴۸)

یہاں پہنچ کر بدی نیکی کا ایک حصہ بن جاتی ہے۔ ناقص اور کامل کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے (۴/۴۲) مادہ اور روح، زندگی اور موت سب ایک ہوجاتے ہیں۔ مذہب اور مذہبی عقائد کی حیثیت «سرابستان» سے زیادہ نہیں رہتی۔ ترکِ رسوم اور ترکِ ملت اجزائے ایماں بن جاتے ہیں۔ (۱۴/۱۱۲) مسرت اور غم کی تقسیم بے معنی ہو جاتی ہے، بہار و خزاں ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال لیتی ہیں۔ ایک پیمانۂ رنگ گردش میں ہے۔ بہار اس کا ایک رنگ ہے اور خزاں دوسرا۔ دن رات ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ یہ سب وحدت کا جوش و خروش ہے۔ ایک نقطہ ہے جو تیزی سے گردش کر رہا ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

اور اپنی سرعتِ پرواز سے ناچتا ہوا شعلہ بن گیا ہے۔ یہ وجود زحمت اور راحت کے تصور سے بے نیاز ہے۔ ڈوبنے والے نے موج کا طمانچہ کھایا اور پیاسے نے پانی پی لیا۔ ویسے دریا نے خود نہ کسی کو ڈبونا چاہا اور نہ پانی پلانا چاہا۔ وہ اپنے آپ میں محو ہے۔ عمل اور ردعمل اس کی موجیں ہیں جن سے امروز فردا اور فردا امروز بن رہا ہے۔

ہے طلسمِ دہر میں صد حشرِ پاداشِ عمل
آگہی غافل، کہ بک امروز بے فردا نہیں (ضمیمہ ۲۵)

وحدتِ وجود کے ڈانڈے کہیں تو ویدانت سے جا ملتے ہیں اور کہیں تو فلاطونیت سے۔ یہ فلسفہ ذاتِ مطلق، نفیِ صفات اور ترکِ دنیا سے لے کر تشبیہ سے آراستہ اور صفات سے سجی ہوئی ذات کے تصور تک پھیلا ہوا ہے۔ اور جب اس میں ایرانی اور تاتاری پیگن ازم (کفر) کی آمیزش ہوجاتی ہے تو لذت طلبی کا پہلو بھی پیدا ہوجاتا ہے۔ اب یہ اپنی اپنی ہمت پر منحصر ہے کہ آدمی اس منزل پر پہنچ کر دنیا کو تج دے یا شوق کا ہاتھ بڑھاکر اس رنگ و نور اور صوت و آہنگ سے بھرے ہوئے ناچنے کھلونے کو اٹھالے۔

غالب نے یقیناً اس عقیدے سے ایک بڑا رجائی نقطۂ نگاہ اختیار کیا ہے جو اس کی پوری شاعری میں خونِ بہار کی طرح دوڑ رہا ہے۔ رنج و غم «تجدید طرب» کی بنیاد ہیں اس لئے اُن سے گریز کرنا موت اور کھیلنا زندگی کی دلیل ہے۔ خود موت زندگی کا مزہ بڑھا دیتی ہے اور نشاط کار کا حوصلہ بخشتی ہے (۲۲) دہر کی سختیاں اس لئے ہیں کہ انسانیت کی تلوار سان پر چڑھ جائے اور جوہر چمک اٹھیں۔ غالب نے اپنے ایک اور فارسی قصیدے میں کہا ہے کہ میرا جنون مجھے بیکار نہیں بیٹھنے دیتا۔ آگ جتنی تیز ہے اتنی ہی میں اور اُسے ہوا دے رہا ہوں۔ موت سے لڑتا ہوں اور ننگی تلواروں پر اپنے جسم کو پھینکتا ہوں۔ شمشیر و خنجر سے کھیلتا ہوں اور ساطور و پیکاں کو بوسے دیتا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ غالب کے غم اتنے دلاویز ہیں۔ ان میں جو بھرپور نشاط کی کیفیت ہے وہ اردو کے کسی اور شاعر کے یہاں نہیں ملے گی۔ صرف اقبال اس میں غالب کے قریب آتا ہے لیکن وہاں بھی رجائیت کا فکری پہلو نشاط ہستی کی جذباتی کیفیت پر حاوی ہے۔ غالب کی شاعری میں غم اور نشاط کو الگ الگ کرنا تقریباً ناممکن ہے اس لئے اس کو صرف غم یا صرف نشاط کا شاعر سمجھنا غلطی ہے۔ وہ دراصل نشاطِ غم کا شاعر ہے۔ یعنی وہ بلاؤں سے دست و گریباں ہو کر سامانِ طرب حاصل کرتا ہے۔ جیسے شراب کی تلخی گوارہ کرکے

http://muftbooks.blogspot.com/

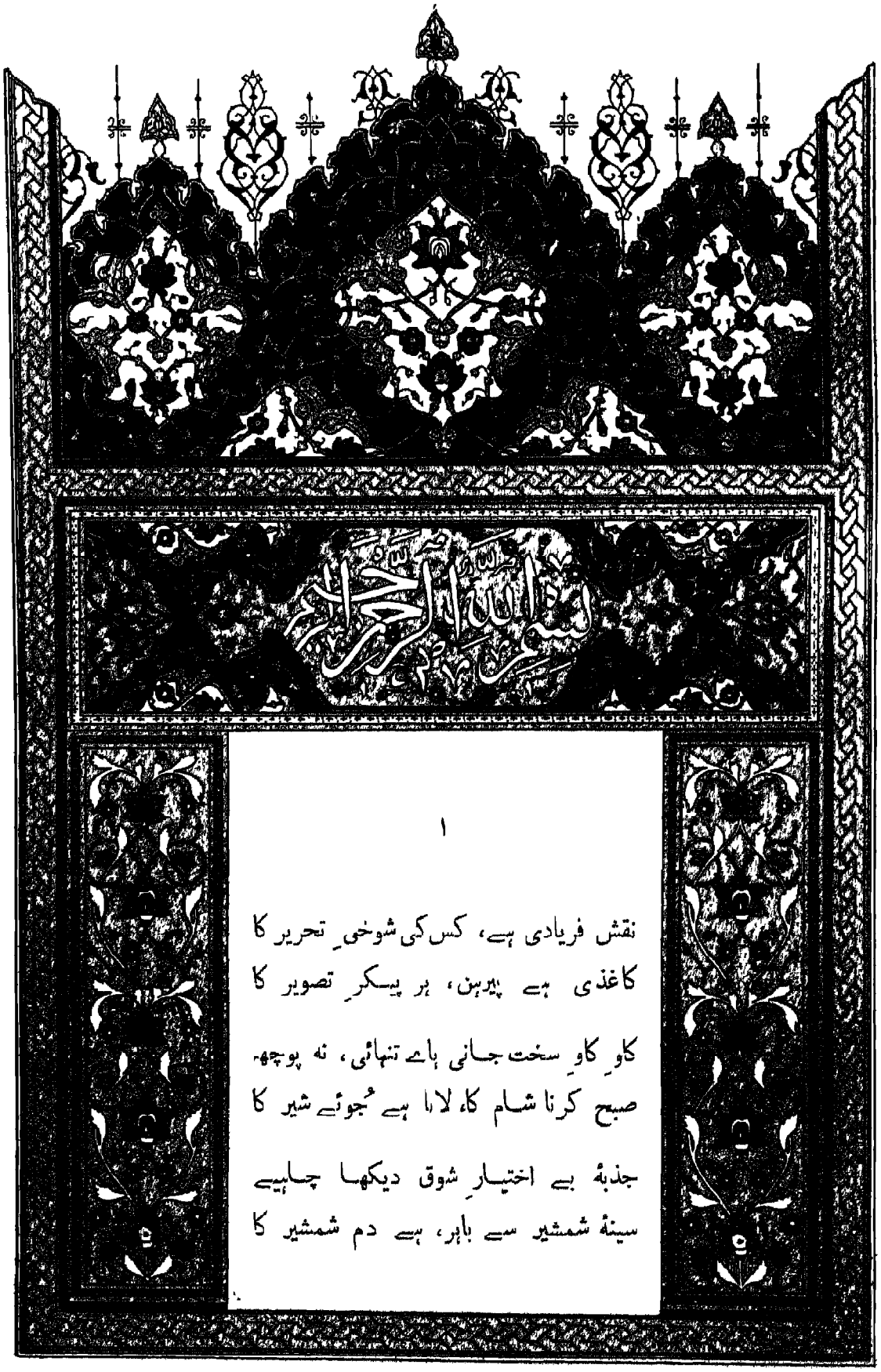

۱

نقش فریادی ہے، کس کی شوخیِ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن، ہر پیکرِ تصویر کا

کاوِ کاوِ سخت جانی ہائے تنہائی، نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا، لانا ہے جُوئے شیر کا

جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے
سینۂ شمشیر سے باہر، ہے دم شمشیر کا

http://muftbooks.blogspot.com/

آگہی، دامِ شنیدن، جس قدر چاہے، بچھائے
مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا

بس کہ ہوں، غالب اسیری میں بھی آتش زیرِ پا
موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا

۲

جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ
مبارک باد اسد، غمخوارِ جانِ دردمند آیا

۳

جز قیس اور کوئی نہ آیا، بروے کار
صحرا، مگر، بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا

آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست
ظاہر ہوا، کہ داغ کا سرمایہ دود تھا

تھا خواب میں، خیال کو تجھ سے معاملہ
جب آنکھ کھل گئی، نہ زیاں تھا، نہ سود تھا

لیتا ہوں مکتبِ غمِ دل میں سبق ہنوز
لیکن یہی کہ، رفت گیا، اور بود تھا

http://muftbooks.blogspot.com/

ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی
میں، ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہ کن، اسد
سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا

٤

کہتے ہو نہ دیں گے ہم، دل اگر پڑا پایا
دل کہاں، کہ گم کیجے، ہم نے مدعا پایا

عشق سے، طبیعت نے، زیست کا مزا پایا
درد کی دوا پائی، درد بے دوا پایا

دوست دارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم،
آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا

سادگی و پرکاری، بے خودی و ہشیاری
حسن کو تغافل میں، جرات آزما پایا

غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل
خوں کیا ہوا دیکھا، گم کیا ہوا پایا

حالِ دل نہیں معلوم، لیکن اس قدر، یعنی
ہم نے بارہا ڈھونڈھا، تم نے بارہا پایا

http://muftbooks.blogspot.com/

شورِ پندِ ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا
آپ سے کوئی پوچھے، تم نے کیا مزا پایا

۵

دل مرا، سوزِ نہاں سے، بے محابا جل گیا
آتشِ خاموش کی مانند گویا جل گیا

دل میں، ذوقِ وصل ویادِ یار تک، باقی نہیں
آگ اس گھر میں لگی ایسی، کہ جو تھا جل گیا

میں عدم سے بھی پرے ہوں، ورنہ غافل، بارہا
میری آہِ آتشیں سے، بالِ عنقا جل گیا

عرض کیجے، جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں،
کچھ خیال آیا تھا وحشت کا، کہ صحرا جل گیا

دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ، داغوں کی بہار
اس چراغاں کا، کروں کیا، کار فرما جل گیا

میں ہوں اور افسردگی کی آرزو، غالب، کہ دل
دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دنیا جل گیا

http://muftbooks.blogspot.com/

٦

شوق ہر رنگ، رقیبِ سر و ساماں نکلا
قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا

زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی، یارب
تیر بھی سینۂ بسمل سے پرافشاں نکلا

بوے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل
جو تری بزم سے نکلا، سو پریشاں نکلا

دلِ حسرت زدہ، تھا مایدۂ لذتِ درد
کام یاروں کا، بقدرِ لب و دنداں نکلا

تھی نو آموزِ فنا، ہمتِ دشوار پسند
سخت مشکل ہے، کہ یہ کام بھی آساں نکلا

دل میں، پھر گریے نے اک شور اٹھایا غالب
آہ، جو قطرہ نہ نکلا تھا، سو طوفاں نکلا

٧

دھمکی میں مر گیا، جو نہ بابِ نبرد تھا
عشقِ نبرد پیشہ، طلب گارِ مرد تھا

http://muftbooks.blogspot.com/

تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا
اُڑنے سے پیشتر بھی مرا رنگ زرد تھا

تالیفِ نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا میں
مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا

دل تا جگر کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب
اس رہ گزر میں جلوۂ گل آگے گرد تھا

جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی،
دل بھی اگر گیا، تو وہی دل کا درد تھا

احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کرسکے
زنداں میں بھی خیال، بیاباں نورد تھا

یہ لاشِ بے کفن، اسدِ خستہ جاں کی ہے
حق مغفرت کرے، عجب آزاد مرد تھا

۸

شمارِ سبحہ، مرغوبِ بتِ مشکل پسند آیا
تماشائے بہ یک کف بردنِ صد دل، پسند آیا

بہ فیضِ بے دلی، نومیدیِ جاوید آساں ہے
کشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا

http://muftbooks.blogspot.com/

ہوائے سیرِ گل، آئینۂ بے مہریِ قاتل
کہ اندازِ بخوں غلطیدنِ بسمل پسند آیا

۹

دہر میں، نقشِ وفا، وجہِ تسلّی نہ ہوا
ہے یہ وہ لفظ، کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا

سبزۂ خط سے، ترا کاکلِ سرکش نہ دبا
یہ زمرد بھی حریفِ دمِ افعی نہ ہوا

میں نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹوں
وہ ستم گر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا

دل گذر گاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی
گر نفس جادۂ سر منزلِ تقوٰی نہ ہوا

ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی، کہ کبھی
گوش منت کشِ گلبانگِ تسلّی نہ ہوا

کس سے محرومیِ قسمت کی شکایت کیجے
ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں، سو وہ بھی نہ ہوا

مر گیا صدمۂ یک جنبشِ لب سے غالب
ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسٰی نہ ہوا

http://muftbooks.blogspot.com/

ستایش گر ہے زاہد اس قدر، جس باغِ رضواں کا
وہ اک گلدستہ ہے ہم بیخودوں کے طاقِ نسیاں کا

بیاں کیا کیجیے بیدادِ کاوش ہائے مژگاں کا
کہ ہر اک قطرۂ خوں، دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا

نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع، میرے نالوں کو
لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا

دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے
مرا ہر داغِ دل، اک تخم ہے سروِ چراغاں کا

کیا آئینہ خانے کا وہ نقشہ، تیرے جلوے نے
کرے، جو پرتوِ خورشید، عالم شبنمستاں کا

مری تعمیر میں مضمر، ہے اک صورت خرابی کی
ہیولیٰ برقِ خرمن کا، ہے خونِ گرم دہقاں کا

اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر
مدار، اب کھودنے پر گھاس کے ہے، میرے درباں کا

خموشی میں نہاں، خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں
چراغِ مُردہ ہوں، میں بے زباں، گورِ غریباں کا

http://muftbooks.blogspot.com/

ہنوز، اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے
دلِ افسردہ ، گویا، حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا

بغل میں غیر کی، آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ
سبب کیا ، خواب میں آکر تبسّم ہائے پنہاں کا

نہیں معلوم، کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا
قیامت ہے، سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا

نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا غالب
کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزائے پریشاں کا

۱۱

نہ ہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا
حبابِ موجۂ رفتار ہے نقشِ قدم میرا

محبت تھی چمن سے، لیکن اب یہ بے دماغی ہے
کہ موجِ بوئے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا

۱۲

سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ اُلفتِ ہستی
عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا

http://muftbooks.blogspot.com/

بقدرِ ظرف ہے، ساقی، خمارِ تشنہ کامی بھی
جو تو دریائے مے ہے، تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا

۱۳

محرم نہیں ہے تو ہی نوا ہائے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا

رنگِ شکستہ، صبحِ بہارِ نظارہ ہے
یہ وقت ہے شگفتنِ گلہائے ناز کا

تو اور سُوئے غیر نظر ہائے تیز تیز
میں اور دُکھ تری مژہ ہائے دراز کا

صرفہ ہے ضبطِ آہ میں میرا، وگرنہ میں
طعمہ ہوں، ایک ہی نفسِ جاں گداز کا

ہیں، بسکہ جوشِ بادہ سے، شیشے اچھل رہے
ہر گوشۂ بساط، ہے سر شیشہ باز کا

کاوش کا دل کرے ہے تقاضا، کہ ہے ہنوز
ناخن پہ قرض، اس گرہِ نیم باز کا

تاراج کاوشِ غمِ ہجراں ہوا، اسد
سینہ، کہ تھا دفینۂ گہر ہائے راز کا

http://muftbooks.blogspot.com/

بزمِ شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا
رکھیو یارب، یہ درِ گنجینۂ گوہر کھلا

شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کھلا
اس تکلف سے، کہ گویا بت کدے کا در کھلا

گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب
آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا

گو نہ سمجھوں اس کی باتیں، گو نہ پاؤں اس کا بھید
پر یہ کیا کم ہے، کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا

ہے، خیالِ حسن میں، حسنِ عمل کا سا خیال
خلد کا اک در ہے، میری گور کے اندر، کھلا

مُنہ نہ کھلنے پر، ہے وہ عالم، کہ دیکھا ہی نہیں
زلف سے بڑھ کر، نقاب اس شوخ کے مُنہ پر کھلا

در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا
جتنے عرصے میں مرا لپٹا ہوا بستر کھلا

کیوں اندھیری ہے شبِ غم، ہے بلاؤں کا نزول
آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کھلا

http://muftbooks.blogspot.com/

کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال
نامـــہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر ، اکـثر کھلا

اُس کی اُمت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند
واسطے جس شـــہ کے ،غـالب، گنبدِ بے در کھلا

۱۵

شب، کہ برقِ سوزِ دل سے ، زہرۂ ابر آب تھـا
شعلۂ جوّالہ ، ہر اک حلقـــۂ گرداب تھـا

واں کرم کو، عذرِ بارش، تھـا عنـاں گیرِ خرام
گریے سے یاں ، پنبـۂ بالش کفِ سیلاب تھـا

واں، خودآرائی کو ، تھـا موتی پرونے کا خیال
یاں، ہجومِ اشک میں، تارِ نگـہ نایاب تھـا

جلوۂ گل نے کیا تھـا ، واں ، چراغاں آبِ جُو
یاں ، رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھـا

یاں ، سرِ پُرشور بے خوابی سے تھـا دیوار جُو
واں ، وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کم خواب تھـا

یاں ، نفس کرتا تھـا روشن شمعِ بزمِ بے خودی
جلوۂ گل ، واں ، بسـاطِ صحبتِ احبـاب تھـا

http://muftbooks.blogspot.com/

فرش سے تا عرش، واں طوفاں تھا موجِ رنگ کا
یاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا

ناگہاں، اس رنگ سے خونناب ٹپکانے لگا،
دل، کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذت یاب تھا

۱۶

نالۂ دل میں شب، اندازِ اثر نایاب تھا
تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بے تاب تھا

مقدمِ سیلاب سے، دل کیا نشاط آہنگ ہے
خانۂ عاشق، مگر، سازِ صدائے آب تھا

نازشِ ایامِ خاکستر نشینی، کیا کہوں
پہلوئے اندیشہ، وقفِ بسترِ سنجاب تھا

کچھ نہ کی، اپنے جنونِ نارسا نے، ورنہ یاں
ذرہ ذرہ، رُوکشِ خورشیدِ عالم تاب تھا

آج کیوں پروا نہیں، اپنے اسیروں کی تجھے
کل تلک، تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا

یاد کر وہ دن، کہ ہر اک حلقہ تیرے دام کا
انتظارِ صید میں، اِک دیدۂ بے خواب تھا

http://muftbooks.blogspot.com/

میں نے روکا رات غالب کو، وگرنہ دیکھتے
اُس کے سیلِ گریہ میں، گردوں کفِ سیلاب تھا

۱۷

ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب
خونِ جگر، ودیعتِ مژگانِ یار تھا

اب میں ہوں اور ماتمِ یک شہرِ آرزو
توڑا جو تو نے آئینہ، تمثال دار تھا

گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو، کہ میں
جاں دادۂ ہوائے سرِ رہ گذار تھا

موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال
ہر ذرہ مثلِ جوہرِ تیغ آب دار تھا

کم جانتے تھے ہم بھی غمِ عشق کو، پر اب
دیکھا، تو کم ہوئے پہ، غمِ روزگار تھا

۱۸

بسکہ دشوار ہے، ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں، انساں ہونا

http://muftbooks.blogspot.com/

گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی
در و دیوار سے ٹپکے ہے، بیاباں ہونا

وائے دیوانگیِ شوق، کہ ہر دم مجھ کو
آپ جانا اُدھر، اور آپ ہی حیراں ہونا

جلوہ از بسکہ تقاضائے نگہ کرتا ہے
جوہرِ آئینہ بھی، چاہے ہے مژگاں ہونا

عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا، مت پوچھ
عیدِ نظارہ، ہے شمشیر کا عُریاں ہونا

لے گئے خاک میں ہم، داغِ تمنائے نشاط
تو ہو، اور آپ بہ صد رنگ گلستاں ہونا

عشرتِ پارۂ دل، زخمِ تمنا کھانا
لذتِ ریشِ جگر، غرقِ نمکداں ہونا

کی مرے قتل کے بعد، اُس نے جفا سے توبہ
ہائے، اُس زُود پشیماں کا پشیماں ہونا

حیف، اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت، غالب
جس کی قسمت میں ہو، عاشق کا گریباں ہونا

http://muftbooks.blogspot.com/

شب ، خمارِ شوقِ ساقی، رستخیز اندازہ تھا
تا محیطِ بادہ صورت خانۂ خمیازہ تھا

یک قدم وحشت سے، درسِ دفترِ امکاں کھلا
جادہ، اجزائے دو عالم دشت کا، شیرازہ تھا

مانعِ وحشت خرامی ہائے لیلیٰ، کون ہے
خانۂ مجنونِ صحرا گرد، بے دروازہ تھا

پوچھ مت رسوائیِ انداز استغنائے حسن
دست مرہونِ حنا، رخسار رہنِ غازہ تھا

نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل، بہ باد
یادگارِ نالہ، اک دیوانِ بے شیرازہ تھا

۲۰

دوست غمخواری میں میری، سعی فرمائیں گے کیا
زخم کے بھرنے تلک، ناخن نہ بڑھ جائیں گے کیا

بے نیازی حد سے گزری، بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حالِ دل، اور آپ فرمائیں گے کیا

http://muftbooks.blogspot.com/

حضرت ناصح گر آئیں ، دیدہ و دل فرشِ راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دو، کہ سمجھائیں گے کیا

آج واں تیغ و کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں
عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لائیں گے کیا

گر کیا ناصح نے ہم کو قید ، اچھا ، یوں سہی
یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جائیں گے کیا

خانہ زادِ زلف ہیں، زنجیر سے بھاگیں گے کیوں
ہیں گرفتارِ وفا، زنداں سے گھبرائیں گے کیا

ہے اب اس معمورہ میں قحطِ غمِ الفت ، اسد
ہم نے یہ مانا، کہ دلی میں رہیں، کھائیں گے کیا

یہ نہ تھی ہماری قسمت، کہ وصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے ، یہی انتظار ہوتا

ترے وعدے پر جیے ہم، تو یہ جان، جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے ، اگر اعتبار ہوتا

http://muftbooks.blogspot.com/

تری نازکی سے جانا، کہ بندھا تھا عہد بودا
کبھی تو نہ توڑ سکتا، اگر استوار ہوتا

کوئی میرے دل سے پوچھے، ترے تیرِ نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی، جو جگر کے پار ہوتا

یہ کہاں کی دوستی ہے، کہ بنے ہیں دوست، ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا

رگِ سنگ سے ٹپکتا، وہ لہو، کہ پھر نہ تھمتا
جسے غم سمجھ رہے ہو، یہ اگر شرار ہوتا

غم اگرچہ جاں گسل ہے، پہ کہاں بچیں، کہ دل ہے
غمِ عشق گر نہ ہوتا، غمِ روزگار ہوتا

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے، شبِ غم بری بلا ہے
مجھے کیا برا تھا مرنا، اگر ایک بار ہوتا

ہوئے مر کے ہم جو رُسوا، ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا
نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا

اُسے کون دیکھ سکتا، کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بُو بھی ہوتی، تو کہیں دو چار ہوتا

یہ مسائلِ تصوف، یہ ترا بیان، غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے، جو نہ بادہ خوار ہوتا

http://muftbooks.blogspot.com/

ہوس کو ہے نشاطِ کار کیا کیا
نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
کہاں تک، اے سراپا ناز، کیا، کیا

نوازش ہائے بے جا، دیکھتا ہوں
شکایت ہائے رنگیں کا گلا کیا

نگاہِ بے محابا چاہتا ہوں
تغافل ہائے تمکیں آزما کیا

فروغِ شعلۂ خس یک نفس ہے
سوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا

نفس موجِ محیطِ بے خودی ہے
تغافل ہائے ساقی کا گلا کیا

دماغِ عطرِ پیراہن نہیں ہے
غمِ آوارگی ہائے صبا کیا

دلِ ہر قطرہ، ہے سازِ انا البحر
ہم اُس کے ہیں، ہمارا پوچھنا کیا

http://muftbooks.blogspot.com/

محابا کیا ہے، میں ضامن، اِدھر دیکھ
شہیدانِ نگہ کا خوں بہا کیا

سن، اے غارت گرِ جنسِ وفا، سن
شکستِ شیشۂ دل کی صدا کیا

کیا کس نے جگرداری کا دعویٰ
شکیبِ خاطرِ عاشق، بھلا کیا

یہ قاتل وعدۂ صبر آزما کیوں
یہ کافر فتنۂ طاقت رُبا کیا

بلائے جاں ہے، غالب، اُس کی ہر بات
عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا

درخورِ قہر و غضب، جب کوئی ہم سا نہ ہوا
پھر غلط کیا ہے، کہ ہم سا کوئی پیدا نہ ہوا

بندگی میں بھی، وہ آزادہ و خود بیں ہیں، کہ ہم
اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا

سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا
روبرو کوئی بُتِ آئینہ سیما نہ ہوا

http://muftbooks.blogspot.com/

کم نہیں، نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں
تیرا بیمار، برا کیا ہے، گر اچھا نہ ہوا

سینے کا داغ ہے، وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا
خاک کا رزق ہے، وہ قطرہ کہ دریا نہ ہوا

کام کا میرے ہے، وہ دُکھ کہ کسی کو نہ ملا
کام میں میرے ہے، وہ فتنہ کہ برپا نہ ہوا

ہر بُنِ مُو سے، دمِ ذکر، نہ ٹپکے خوننابِ
حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا

قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے، اور جزو میں کل
کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا

تھی خبر گرم، کہ غالب کے اُڑیں گے پُرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پہ تماشا نہ ہوا

اسد، ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سر و پا ہیں
کہ ہے سر پنجۂ مژگانِ آہو، پشتِ خار اپنا

http://muftbooks.blogspot.com/

پے نذرِ کرم تحفہ، ہے شرمِ نارسائی کا
بخوں غلطیدۂ صد رنگ دعوٰی پارسائی کا

نہ ہو حسنِ تماشا دوست، رُسوا بےوفائی کا
بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعوٰی پارسائی کا

زکاتِ حسن دے، اے جلوۂ بینش، کہ مہر آسا
چراغِ خانۂ درویش ہو، کاسہ گدائی کا

نہ مارا، جان کر بے جُرم، قاتل، تیری گردن پر
رہا مانندِ خونِ بے گنہ، حق آشنائی کا

تمنائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے
مِٹا جس سے تقاضا، شکوۂ بے دست و پائی کا

وہی اک بات ہے، جویاں نفس، واں نکہتِ گل ہے
چمن کا جلوہ باعث ہے، مری رنگیں نوائی کا

دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جُو، زنجیرِ رسوائی
عدم تک بے وفا، چرچا ہے تیری بے وفائی کا

نہ دے نامے کو اتنا طول، غالب، مختصر لکھ دے
کہ حسرت سنج ہوں، عرضِ ستم ہائے جدائی کا

http://muftbooks.blogspot.com/

گر نہ اندوہِ شبِ فرقت بیاں ہو جائے گا
بے تکلف داغِ مہ، مُہر دہاں ہو جائے گا

زہرہ گر ایسا ہی، شام ہجر میں ہوتا ہے آب
پرتوِ مہتاب، سیلِ خانماں ہو جائے گا

لے تو لوں، سوتے میں اس کے پاؤں کا بوسہ، مگر
ایسی باتوں سے، وہ کافر بدگماں ہو جائے گا

دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا
یعنی، یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہو جائے گا

سب کے دل میں ہے جگہ تیری، جو تو راضی ہوا
مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہو جائے گا

گر نگاہِ گرم فرماتی رہی، تعلیمِ ضبط
شعلہ خس میں، جیسے خوں رگ میں، نہاں ہو جائے گا

باغ میں مجھ کو نہ لے جا، ورنہ میرے حال پر
ہر گلِ تر ایک چشمِ خوں فشاں ہو جائے گا

واے، گر میرا ترا انصاف، محشر میں نہ ہو
اب تلک تو یہ توقع ہے، کہ واں ہو جائے گا

http://muftbooks.blogspot.com/

فائدہ کیا، سوچ، آخر تُو بھی دانا ہے، اسـد
دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہو جائے گا

۲۷

درد منت کشِ دوا نہ ہوا
میں نہ اچھا ہوا، برا نہ ہوا

جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو
اک تماشا ہوا، گلا نہ ہوا

ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں
تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا

کتنے شیریں ہیں تیرے لب، کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزا نہ ہوا

ہے خبر گرم اُن کے آنے کی
آج ہی، گھر میں بوریا نہ ہوا

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے، کہ حق ادا نہ ہوا

http://muftbooks.blogspot.com/

زخم گر دب گیا، لہو نہ تھما
کام گر رک گیا، روا نہ ہوا

رہزنی ہے، کہ دل ستانی ہے
لے کے دل، دل ستاں روانہ ہوا

کچھ تو پڑھیے، کہ لوگ کہتے ہیں
آج غالب غزل سرا نہ ہوا

گلا ہے شوق کو، دل میں بھی تنگیِ جا کا
گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا

یہ جانتا ہوں، کہ تو اور پاسخِ مکتوب
مگر، ستم زدہ ہوں، ذوقِ خامہ فرسا کا

حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے یہی
دوام کلفتِ خاطر ہے عیش دنیا کا

غمِ فراق میں، تکلیفِ سیرِ باغ نہ دو
مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بیجا کا

ہنوز محرمیِ حسن کو ترستا ہوں
کرے ہے ہر بُنِ مُو کام چشمِ بینا کا

http://muftbooks.blogspot.com/

دل اس کو، پہلے ہی ناز و ادا سے دے بیٹھے
ہمیں دماغ کہاں، حسن کے تقاضا کا

نہ کہہ، کہ گریہ بہ مقدارِ حسرتِ دل ہے
مری نگاہ میں ہے جمع و خرچ دریا کا

فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد، اسد
جفا میں اُس کی، ہے انداز کارفرما کا

۲۹

قطرۂ مے، بسکہ حیرت سے نفس پرور ہوا
خطِ جامِ مے سراسر، رشتۂ گوہر ہوا

اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا
غیر نے کی آہ، لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا

۳۰

جب، بتقریبِ سفر، یار نے محمل باندھا
تپشِ شوق نے ہر ذرے پہ اک دل باندھا

اہلِ بینش نے بہ حیرت کدۂ شوخیِ ناز
جوہرِ آئینہ کو طوطیِ بسمل باندھا

http://muftbooks.blogspot.com/

یاس و اُمید نے، یک عربدہ میداں مانگا
عجزِ ہمت نے طلسمِ دلِ سائل باندھا

نہ بندھے تشنگیِ ذوق کے مضموں، غالب
گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا

۳۱

میں، اور بزمِ مے سے، یوں تشنہ کام آؤں
گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا تھا

ہے ایک تیر، جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں
وہ دن گئے، کہ اپنا دل سے جگر جدا تھا

در ماندگی میں، غالب، کچھ بن پڑے، تو جانوں
جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کشا تھا

۳۲

گھر ہمارا، جو نہ روتے بھی، تو ویراں ہوتا
بحر، گر بحر نہ ہوتا، تو بیاباں ہوتا

تنگی دل کا گلا کیا، یہ وہ کافر دل ہے
کہ اگر تنگ نہ ہوتا، تو پریشاں ہوتا

http://muftbooks.blogspot.com/

بعدِ یک عمرِ ورع، بار تو دیتا، بارے
کاش، رضواں ہی درِ یار کا دربـاں ہوتا

۳۳

نہ تھا کچھ، تو خـدا تھا، کچھ نہ ہوتا، تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

ہوا جب غم سے یوں بے حس، تو غم کیا سر کے کٹنے کا
نہ ہوتا گر جـدا تن سے، تو زانو پر دھرا ہوتا

ہوئی مدت، کہ غـالب مر گیـا، پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا، تو کیا ہوتا

۳٤

یک ذرۂ زمیں نہیں بے کار، بـاغ کا
یاں جـادہ بھی، فتیلہ ہے لالے کے داغ کا

بے مے کسے ہے طـاقتِ آشوب آگہی
کھینچـا ہے عجزِ حوصلہ نے خط ایاغ کا

بلبل کے کار و بار پہ ہیں، خنـدہ ہائے گل
کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا

http://muftbooks.blogspot.com/

تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے
تریاکیِ قدیم ہوں دُودِ چراغ کا

سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے
پر کیا کریں، کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا

بے خونِ دل ہے چشم میں موجِ نگہ غبار
یہ مے کدہ خراب ہے، مے کے سراغ کا

باغِ شگفتہ تیرا، بساطِ نشاطِ دل
ابرِ بہار، خُم کدہ کس کے دماغ کا

وہ مری چینِ جبیں سے، غمِ پنہاں سمجھا
رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا

یک الف بیش نہیں، صیقلِ آئینہ بنوز
چاک کرتا ہوں میں، جب سے کہ گریباں سمجھا

شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر، مت پوچھ
اس قدر تنگ ہوا دل، کہ میں زنداں سمجھا

بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام
رخ پہ ہر قطرہ عرق، دیدۂ حیراں سمجھا

http://muftbooks.blogspot.com/

عجز سے اپنے یہ جانا، کہ وہ بد خُو ہو گا
نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا

سفرِ عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی
ہر قدم سائے کو میں اپنے شبستاں سمجھا

تھا گریزاں مژۂ یار سے دل، تا دمِ مرگ
دفعِ پیکانِ قضا، اس قدر آساں سمجھا

دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار، اسد
غلطی کی، کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا

پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا
دل، جگر تشنۂ فریاد آیا

دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز
پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا

سادگی ہائے تمنا، یعنی
پھر وہ نیرنگِ نظر یاد آیا

عذرِ واماندگی، اے حسرت دل
نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا

http://muftbooks.blogspot.com/

زندگی یوں بھی گزر ہی جاتی
کیوں ترا راہ گزر یاد آیا

کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی
گھر ترا خلد میں گر یاد آیا

آہ وہ جرأتِ فریاد کہاں
دل سے تنگ آ کے جگر یاد آیا

پھر ترے کوچے کو جاتا ہے خیال
دلِ گم گشتہ، مگر یاد آیا

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں، اسد
سنگ اُٹھایا تھا، کہ سر یاد آیا

ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے، مگر کوئی عناں گیر بھی تھا

تم سے بے جا، ہے مجھے اپنی تباہی کا گِلا
اُس میں کچھ شایبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا

http://muftbooks.blogspot.com/

تو مجھے بھول گیا ہو، تو پتا بتلا دوں
کبھی فتراک میں تیرے، کوئی نخچیر بھی تھا

قید میں، ہے ترے وحشی کو، وہی زلف کی یاد
ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا

بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے، تو کیا
بات کرتے، کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا

یوسف اُس کو کہوں، اور کچھ نہ کہے، خیر ہوئی
گر بگڑ بیٹھے، تو میں لائقِ تعزیر بھی تھا

دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا
نالہ کرتا تھا، ولے طالبِ تاثیر بھی تھا

پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام
ہم ہی آشفتہ سروں میں، وہ جواں میر بھی تھا

ہم تھے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا، نہ سہی
آخر اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر، ناحق
آدمی کوئی ہمارا، دمِ تحریر بھی تھا

ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو، غالب
کہتے ہیں، اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا

http://muftbooks.blogspot.com/

۳۸

لبِ خشک در تشنگی، مردگاں کا
زیارت کدہ ہوں، دل آزردگاں کا

ہمہ نا اُمیدی، ہمہ بد گمانی
میں دل ہوں، فریبِ وفا خوردگاں کا

۳۹

تو دوست کسی کا بھی، ستم گر، نہ ہوا تھا
اوروں پہ ہے وہ ظلم، کہ مجھ پر نہ ہوا تھا

چھوڑا مہِ نخشب کی طرح، دستِ قضا نے
خورشید ہنوز اس کے برابر نہ ہوا تھا

توفیق بہ اندازۂ ہمت ہے ازل سے
آنکھوں میں ہے وہ قطرہ، کہ گوہر نہ ہوا تھا

جب تک کہ نہ دیکھا تھا، قدِ یار کا عالم
میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا

میں سادہ دل، آزردگیِ یار سے خوش ہوں
یعنی سبقِ شوق، مکرر نہ ہوا تھا

http://muftbooks.blogspot.com/

دریاے معاصی، تنک آبی سے، ہوا خشک
میرا سرِ دامن بھی، ابھی تر نہ ہوا تھا

جاری تھی اسد، داغ جگر سے مرے تحصیل
آتش کدہ، جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا

۴۰

شب، کہ وہ مجلس فروزِ خلوتِ ناموس تھا
رشتۂ ہر شمع، خارِ کسوتِ فانوس تھا

مشہدِ عاشق سے کوسوں تک جواُگتی ہے حنا
کس قدر، یارب، ہلاکِ حسرتِ پابوس تھا

حاصلِ الفت نہ دیکھا، جز شکستِ آرزو
دل بہ دل پیوستہ، گویا اک لبِ افسوس تھا

کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں
جو کہ کھایا خونِ دل، بے منتِ کیموس تھا

۴۱

آئینہ دیکھ، اپنا سا منھ لے کے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ، کتنا غرور تھا

http://muftbooks.blogspot.com/

قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے
اُس کی خطا نہیں ہے، یہ میرا قصور تھا

عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا
جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا

جاتا ہوں داغِ حسرتِ ہستی لئے ہوئے
ہوں شمعِ کشتہ، در خورِ محفل نہیں رہا

مرنے کی اے دل، اور ہی تدبیر کر، کہ میں
شایانِ دست و بازوے قاتل نہیں رہا

بر رُوے شش جہت، درِ آئینہ باز ہے
یاں امتیازِ ناقص و کامل نہیں رہا

وا کر دیے ہیں شوق نے، بندِ نقابِ حسن
غیر از نگاہ، اب کوئی حائل نہیں رہا

گو میں رہا رہینِ ستم ہاے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

دل سے ہواے کشتِ وفا مٹ گئی، کہ واں
حاصل، سواے حسرتِ حاصل نہیں رہا

http://muftbooks.blogspot.com/

بے‌دادِ عشق سے نہیں ڈرتا، مگر اسد
جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا

رشک کہتا ہے، کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف
عقل کہتی ہے، کہ وہ بے مہر کس کا آشنا

ذرہ ذرہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے
گردشِ مجنوں، بہ چشمک ہائے لیلیٰ آشنا

شوق ہے ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز
ذرہ صحرا دست گاہ و قطرہ دریا آشنا

میں، اور اک آفت کا ٹکڑا، وہ دلِ وحشی، کہ ہے
عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا

شکوہ سنجِ رشکِ ہم دیگر نہ رہنا چاہیے
میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا

کوہ کن، نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا، اسد
سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا

http://muftbooks.blogspot.com/

ذکر اُس پری وش کا، اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب، آخر، تھا جو راز داں اپنا

مے وہ کیوں بہت پیتے، بزمِ غیر میں یارب
آج ہی ہوا منظور، اُن کو امتحاں اپنا

منظر اک بلندی پر، اور ہم بنا سکتے
عرش سے اِدھر ہوتا، کاش کے مکاں اپنا

دے وہ جس قدر ذلت، ہم ہنسی میں ٹالیں گے
بارے آشنا نکلا، اُن کا پاسباں اپنا

دردِ دل لکھوں کب تک، جاؤں اُن کو دکھلادوں
اُنگلیاں فگار اپنی، خامہ خونچکاں اپنا

گھستے گھستے مٹ جاتا، آپ نے عبث بدلا
ننگِ سجدہ سے میرے، سنگِ آستاں اپنا

تا کرے نہ غمازی، کر لیا ہے دشمن کو
دوست کی شکایت میں، ہم نے ہم زباں اپنا

ہم کہاں کے دانا تھے، کس ہنر میں یکتا تھے
بے سبب ہوا غالب، دشمن آسماں اپنا

http://muftbooks.blogspot.com/

سرمۂ مفتِ نظر ہوں، میری قیمت یہ ہے
کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا

رخصتِ نالہ مجھے دے، کہ مبادا ظالم
تیرے چہرے سے ہو ظاہر، غمِ پنہاں میرا

غافل بہ وہمِ ناز خود آرا ہے، ورنہ یاں
بے شانۂ صبا نہیں طرہ گیاہ کا

بزمِ قدح سے عیشِ تمنا نہ رکھ، کہ رنگ
صیدِ زدام جستہ ہے، اِس دام گاہ کا

رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے
شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا

مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں، کہ ہے
پُرگل، خیالِ زخم سے، دامن نگاہ کا

جاں در ہوائے یک نگہِ گرم ہے، اسد
پروانہ ہے وکیل، ترے داد خواہ کا

http://muftbooks.blogspot.com/

جور سے باز آئے پر باز آئیں کیا
کہتے ہیں، ہم تجھ کو منھ دکھلائیں کیا

رات دن، گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

لاگ ہو، تو اُس کو ہم سمجھیں لگاؤ
جب نہ ہو کچھ بھی، تو دھوکا کھائیں کیا

ہو لیے کیوں نامہ بر کے ساتھ ساتھ
یارب، اپنے خط کو ہم پہنچائیں کیا

موجِ خوں، سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے
آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا

عمر بھر دیکھا کیے، مرنے کی راہ
مر گئے پر، دیکھئے، دکھلائیں کیا

پوچھتے ہیں وہ، کہ غالب کون ہے
کوئی بتلاؤ، کہ ہم بتلائیں کیا

http://muftbooks.blogspot.com/

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا

حریفِ جوششِ دریا نہیں، خود داریِ ساحل
جہاں ساقی ہو تُو، باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا

عشرتِ قطرہ ہے، دریا میں فنا ہو جانا
درد کا حد سے گزرنا، ہے دوا ہو جانا

تجھ سے، قسمت میں مری، صورتِ قفلِ ابجد
تھا لکھا، بات کے بنتے ہی، جدا ہو جانا

دل ہوا کش مکشِ چارۂ زحمت میں تمام
مٹ گیا گھسنے میں اس عقدے کا وا ہو جانا

اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم، اللہ اللہ
اس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہو جانا

ضعف سے، گریہ مُبدل بہ دمِ سرد ہوا
باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا

http://muftbooks.blogspot.com/

دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال
ہو گیا، گوشت سے ناخن کا جدا ہو جانا

ہے مجھے، ابر بہاری کا برس کر کھلنا
روتے روتے غمِ فرقت میں، فنا ہو جانا

گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچے کی ہوس
کیوں ہے، گردِ رہِ جولانِ صبا ہو جانا

تاکہ تجھ پر کھلے، اعجازِ ہوائے صیقل
دیکھ برسات میں سبز آئینے کا ہو جانا

بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا، غالب
چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا

۵۰

پھر ہوا وقت، کہ ہو بال کشا موجِ شراب
دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا موجِ شراب

پوچھ مت، وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن
سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہوا موجِ شراب

جو ہوا غرقۂ مے، بختِ رسا رکھتا ہے
سر سے گزرے پہ بھی، ہے بالِ ہما، موجِ شراب

http://muftbooks.blogspot.com/

ہے یہ برسات وہ موسم، کہ عجب کیا ہے، اگر
موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہوا، موجِ شراب

چار موج اُٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سُو
موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب

جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز
دے ہے تسکیں بدمِ آبِ بقا موجِ شراب

بسکہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر
شہپرِ رنگ سے ہے بال کشا، موجِ شراب

موجۂ گل سے چراغاں ہے، گزرگاہِ خیال
ہے تصور میں زبس، جلوہ نما موجِ شراب

نشے کے پردے میں ہے محو تماشائے دماغ
بسکہ رکھتی ہے سرِ نشو و نما موجِ شراب

ایک عالم پہ ہے، طوفانیِ کیفیتِ فصل
موجۂ سبزۂ نوخیز سے تا موجِ شراب

شرحِ ہنگامۂ ہستی ہے، زہے موسمِ گل
رہبرِ قطرہ بہ دریا ہے، خوشا موجِ شراب

ہوش اُڑتے ہیں مرے، جلوۂ گل دیکھ، اسد
پھر ہوا وقت، کہ ہو بال کشا موجِ شراب

http://muftbooks.blogspot.com/

۵۱

افسوس، کہ دنداں کا کیا رزق، فلک نے
جن لوگوں کی تھی، درخورِ عقدِ گہر، انگشت

کافی ہے نشانی تری، چھلے کا نہ دینا
خالی مجھے دکھلا کے، بوقتِ سفر، انگشت

لکھتا ہوں، اسد سوزشِ دل سے، سخنِ گرم
تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت

۵۲

رہا گر کوئی تا قیامت، سلامت
پھر اک روز مرنا ہے، حضرت سلامت

جگر کو مرے عشقِ خوں نابہ مشرب
لکھے ہے خداوندِ نعمت سلامت

علی الرغمِ دشمن، شہیدِ وفا ہوں
مبارک مبارک، سلامت سلامت

نہیں گر سر و برگِ ادراکِ معنی،
تماشائے نیرنگِ صورت، سلامت

http://muftbooks.blogspot.com/

۵۳

مند گئیں، کھولتے ہی کھولتے، آنکھیں، غالب
یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت

۵۴

آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو، بازارِ دوست
دودِ شمعِ کشتہ تھا، شاید خطِ رخسارِ دوست

اے دلِ ناعاقبت اندیش، ضبطِ شوق کر
کون لاسکتا ہے تابِ جلوۂ دیدارِ دوست

خانہ ویراں سازیِ حیرت تماشا کیجیے
صورتِ نقشِ قدم، ہوں رفتۂ رفتارِ دوست

عشق میں، بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے
کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمارِ دوست

چشمِ ما روشن، کہ اس بے درد کا دل شاد ہے
دیدۂ پُرخوں ہمارا، ساغرِ سرشارِ دوست

غیر، یوں کرتا ہے میری پرسش، اس کے ہجر میں
بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غم خوار دوست

http://muftbooks.blogspot.com/

تا کہ میں جانوں، کہ ہے اس کی رسائی واں تلک
مجھ کو دیتا ہے، پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست

جب کہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعفِ دماغ
سر کرے ہے وہ، حدیثِ زُلفِ عنبر بارِ دوست

چپکے چپکے مجھ کو روتے دیکھ پاتا ہے، اگر
ہنس کے کرتا ہے بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست

مہربانی ہائے دشمن کی شکایت کیجیے
یا بیاں کیجے، سپاسِ لذتِ آزارِ دوست

یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ
ہے ردیفِ شعر میں، غالب زبس تکرارِ دوست

۵۵

گلشن میں بندوبست برنگِ دگر، ہے آج
قُمری کا طوق حلقۂ بیرونِ در، ہے آج

آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ
تارِ نفس، کمندِ شکارِ اثر، ہے آج

اے عافیت کنارہ کر، اے انتظام چل
سیلابِ گریہ درپےِ دیوار و در، ہے آج

http://muftbooks.blogspot.com/

۵۶

لو ہم مریضِ عشق کے تیمار دار ہیں
اچھا اگر نہ ہو، تو مسیحا کا کیا علاج

۵۷

نفس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ
اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ

کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید نہ پوچھ
برنگِ خار مرے آئنیے سے جوہر کھینچ

تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار، اے دل
کیا ہے کس نے اشارا، کہ نازِ بستر کھینچ

تری طرف ہے بہ حسرت، نظارۂ نرگس
بکوریِ دل و چشمِ رقیب، ساغر کھینچ

بہ نیم غمزہ ادا کر، حقِ ودیعتِ ناز
نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ

مرے قدح میں ہے صہبائے آتشِ پنہاں
بروئے سُفرہ، کبابِ دلِ سمندر کھینچ

http://muftbooks.blogspot.com/

حسن، غمزے کی کشاکش سے چھٹا، میرے بعد
بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا، میرے بعد

منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا
ہوئی معزولیِ انداز و ادا، میرے بعد

شمع بجھتی ہے، تو اُس میں سے دھواں اُٹھتا ہے
شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا، میرے بعد

خوں ہے دل خاک میں، احوالِ بتاں پر، یعنی
ان کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا، میرے بعد

در خورِ عرض نہیں، جوہرِ بے داد کو، جا
نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا، میرے بعد

ہے جنوں، اہل جنوں کے لئے آغوشِ وداع
چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا، میرے بعد

کون ہوتا ہے حریفِ مےِ مرد افگنِ عشق
ہے مکرر لبِ ساقی پہ صلا، میرے بعد

غم سے مرتا ہوں، کہ اتنا نہیں دنیا میں کوئی
کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد

http://muftbooks.blogspot.com/

آئے ہے بے کسیِ عشق پہ رونا، غالب
کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد

۵۹

بلا سے ہیں، جو یہ پیشِ نظر در و دیوار
نگاہِ شوق کو ہیں، بال و پر در و دیوار

وفورِ اشک نے کاشانے کا کیا یہ رنگ
کہ ہو گئے مرے دیوار و در، در و دیوار

نہیں ہے سایہ، کہ سن کر نویدِ مقدمِ یار
گئے ہیں چند قدم پیشتر، در و دیوار

ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مےِ جلوہ
کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار

جو ہے تجھے سرِ سودائے انتظار، تو آ
کہ ہیں دکانِ متاعِ نظر در و دیوار

ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا میں نے
کہ گر پڑے نہ مرے پانوں پر در و دیوار

وہ آ رہا مرے ہمسائے میں، تو سایے سے
ہوئے فدا در و دیوار پر، در و دیوار

http://muftbooks.blogspot.com/

نظر میں کھٹکے ہے، بِن تیرے، گھر کی آبادی
ہمیشہ روتے ہیں ہم، دیکھ کر در و دیوار

نہ پوچھ بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب
کہ ناچتے ہیں پڑے، سر بسر در و دیوار

نہ کہہ کسی سے، کہ غالب نہیں زمانے میں
حریفِ رازِ محبت، مگر در و دیوار

گھر جب بنا لیا ترے در پر، کہے بغیر
جانے گا اب بھی تُو نہ مرا گھر کہے بغیر

کہتے ہیں، جب رہی نہ مجھے طاقتِ سخن
جانوں کسی کے دل کی میں کیوں کر، کہے بغیر

کام اُس سے آ پڑا ہے، کہ جس کا جہان میں
لیوے نہ کوئی نام، ستمگر کہے بغیر

جی میں ہی کچھ نہیں ہے ہمارے، وگرنہ ہم
سر جائے یا رہے، نہ رہیں پر کہے بغیر

چھوڑوں گا میں نہ اُس بتِ کافر کا پوجنا
چھوڑے نہ خلق گو مجھے کافر کہے بغیر

http://muftbooks.blogspot.com/

مقصد ہے ناز و غمزہ، ولے گفتگو میں، کام
چلتا نہیں ہے، دشنہ و خنجر کہے بغیر

ہر چند ہو، مشاہدۂ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے، بادہ و ساغر کہے بغیر

بہرا ہوں میں تو چاہیے دُونا ہو التفات
سنتا نہیں ہوں بات، مکرر کہے بغیر

غالب، نہ کر حضور میں تو بار بار عرض
ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر

کیوں جل گیا نہ تابِ رخِ یار دیکھ کر
جلتا ہوں اپنی طاقتِ دیدار دیکھ کر

آتش پرست کہتے ہیں اہل جہاں مجھے
سر گرم نالہ ہائے شرر بار دیکھ کر

کیا آبروے عشق، جہاں عام ہو جفا
رُکتا ہوں تم کو بے سبب آزار دیکھ کر

http://muftbooks.blogspot.com/

آتا ہے میرے قتل کو، پرجوشِ رشک سے
مرتا ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر

ثابت ہوا ہے، گردنِ مینا پہ، خونِ خلق
لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر

وا حسرتا، کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ
ہم کو حریصِ لذتِ آزار دیکھ کر

بک جاتے ہیں ہم آپ، متاعِ سخن کے ساتھ
لیکن، عیارِ طبعِ خریدار دیکھ کر

زُنار باندھ، سُبحۂ صد دانہ توڑ ڈال
رہرو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر

ان آبلوں سے پانوں کے، گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہوا ہے راہ کو پُر خار دیکھ کر

کیا بدگماں ہے مجھ سے، کہ آئینے میں میرے
طوطی کا عکس سمجھے ہے، زنگار دیکھ کر

گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلی، نہ طُور پر
دیتے ہیں بادہ، ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

سر پھوڑنا وہ، غالبِ شوریدہ حال کا
یاد آگیا مجھے، تری دیوار دیکھ کر

http://muftbooks.blogspot.com/

لرزتا ہے مرا دل، زحمتِ مہرِ درخشاں پر
میں ہوں وہ قطرۂ شبنم، کہ ہو خارِ بیاباں پر

نہ چھوڑی حضرتِ یوسف نے یاں بھی خانہ آرائی
سفیدی دیدۂ یعقوب کی، پھرتی ہے زنداں پر

فنا تعلیمِ درسِ بےخودی ہوں، اُس زمانے سے
کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوارِ دبستاں پر

فراغت کس قدر رہتی مجھے، تشویشِ مرہم سے
بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمکداں پر

نہیں اقلیمِ الفت میں، کوئی طومارِ ناز ایسا
کہ پشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مہر عنواں پر

مجھے اب دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا
کہ فرقت میں تری، آتش برستی تھی گلستاں پر

بجز پروازِ شوقِ ناز، کیا باقی رہا ہوگا
قیامت اِک ہوائے تند ہے، خاکِ شہیداں پر

نہ لڑ ناصح سے، غالب، کیا ہوا، گر اُس نے شدت کی
ہمارا بھی تو، آخر، زور چلتا ہے گریباں پر

http://muftbooks.blogspot.com/

ہے بسکہ، ہر اک ان کے اشارے میں نشاں اور
کرتے ہیں محبت، تو گزرتا ہے گماں اور

یارب نہ وہ سمجھے ہیں، نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل ان کو، جو نہ دے مجھ کو زباں اور

ابرو سے ہے کیا، اس نگہِ ناز کو، پیوند
ہے تیر مقرر، مگر اس کی ہے کماں اور

تم شہر میں ہو، تو ہمیں کیا غم جب اٹھیں گے
لے آئیں گے بازار سے، جا کر، دل و جاں اور

ہر چند سبک دست ہوئے بُت شکنی میں
ہم ہیں، تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اور

ہے خونِ جگر جوش میں، دل کھول کے روتا
ہوتے جو کئی دیدۂ خوں نابہ فشاں اور

مرتا ہوں اِس آواز پہ، ہرچند سر اُڑ جائے
جلاد کو، لیکن، وہ کہے جائیں، کہ ہاں اور

لوگوں کو ہے خورشیدِ جہاں تاب کا دھوکا
ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغ نہاں اور

http://muftbooks.blogspot.com/

لیتا، نہ اگر دل تمہیں دیتا، کوئی دم چین
کرتا، جو نہ مرتا کوئی دن، آہ و فغاں اور

پاتے نہیں جب راہ، تو چڑھ جاتے ہیں نالے
رُکتی ہے مری طبع، تو ہوتی ہے رواں اور

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں، کہ غالب کا ہے اندازِ بیاں اور

٦٤

صفاے حیرتِ آئینہ ہے، سامانِ رنگ آخر
تغیرِ آبِ برجا ماندہ کا، پاتا ہے رنگ آخر

نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی
ہوا جامِ زمرد بھی مجھے، داغِ پلنگ آخر

٦٥

جنوں کی دستگیری کس سے ہو، گر ہو نہ عُریانی
گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے، میری گردن پر

برنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بیتابی
ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر

http://muftbooks.blogspot.com/

فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا، کیا کیا تقاضا ہے
متاعِ بُردہ کو، سمجھے ہوئے ہیں قرض، رہزن پر

ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے
شعاعِ مہر سے، تہمت نگہ کی، چشمِ روزن پر

فنا کو سونپ، گر مشتاق ہے اپنی حقیقت کا
فروغِ طالعِ خاشاک ہے موقوف گلخن پر

اسد بسمل ہے کس انداز کا، قاتل سے کہتا ہے
کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر

٦٦

ستم کش مصلحت سے ہوں، کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہے
تکلف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر

٦٧

لازم تھا کہ دیکھو مرا رستہ کوئی دن اور
تنہا گئے کیوں، اب رہو تنہا کوئی دن اور

مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھر نہ گھسے گا
ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور

http://muftbooks.blogspot.com/

آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو، کہ جاؤں
مانا، کہ ہمیشہ نہیں اچھا، کوئی دن اور

جاتے ہوئے کہتے ہو، قیامت کو ملیں گے
کیا خوب، قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

ہاں اے فلکِ پیر، جواں تھا ابھی عارف
کیا تیرا بگڑتا، جو نہ مرتا کوئی دن اور

تم ماہ شبِ چاردہم تھے، مرے گھر کے
پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا، کوئی دن اور

تم کون سے تھے ایسے کھرے، دادوستد کے
کرتا ملک الموت تقاضا، کوئی دن اور

مجھ سے تمہیں نفرت سہی، نیّر سے لڑائی
بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور

گزری نہ بہرحال یہ مدت، خوش و ناخوش
کرنا تھا، جواں مرگ، گزارا کوئی دن اور

ناداں ہو، جو کہتے ہو، کہ کیوں جیتے ہو، غالب
قسمت میں ہے، مرنے کی تمنا کوئی دن اور

http://muftbooks.blogspot.com/

فارغ مجھے نہ جان، کہ مانندِ صبح و مہر
ہے داغِ عشق، زینتِ جیبِ کفن ہنوز

ہے نازِ مفلساں، زرِ از دست رفتہ پر
ہوں گل فروشِ شوخیِ داغِ کہن ہنوز

مے خانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں
خمیازہ کھینچے ہے بتِ بے داد فن ہنوز

حریفِ مطلبِ مشکل نہیں، فسونِ نیاز
دعا قبول ہو یارب، کہ عمرِ خضر دراز

نہ ہو بہ ہرزہ، بیاباں نوردِ وہمِ وجود
ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز

وصال جلوہ تماشا ہے، پر دماغ کہاں
کہ دیجے آئینۂ انتظار کو پرواز

ہر ایک ذرۂ عاشق ہے آفتاب پرست
گئی نہ خاک ہوئے پر، ہوائے جلوۂ ناز

http://muftbooks.blogspot.com/

نہ پوچھ وسعتِ میخانۂ جنوں، غالب
جہاں، یہ کاسۂ گردوں، ہے ایک خاک انداز

۷۰

وسعتِ سعیِ کرم دیکھ، کہ سر تا سرِ خاک
گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہر بار ہنوز

یک قلم کاغذِ آتش زدہ، ہے صفحۂ دشت
نقشِ پا میں، ہے تپِ گرمیِ رفتار ہنوز

۷۱

کیوں کر اُس بت سے رکھوں جاں عزیز
کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز

دل سے نکلا، پہ نہ نکلا دل سے
ہے ترے تیر کا پیکان عزیز

تاب لائے ہی بنے گی، غالب
واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

http://muftbooks.blogspot.com/

نہ گلِ نغمہ ہوں، نہ پردۂ ساز
میں ہوں اپنی شکست کی آواز

تو، اور آرایشِ خمِ کاکل
میں، اور اندیشہ ہاے دور و دراز

لافِ تمکیں، فریبِ سادہ دلی
ہم ہیں، اور رازہاے سینہ گداز

ہوں گرفتارِ اُلفت صیاد
ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز

وہ بھی دن ہو، کہ اُس ستم گر سے
ناز کھینچوں، بجاے حسرتِ ناز

نہیں دل میں مرے، وہ قطرۂ خوں
جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز

اے ترا غمزہ، یک قلم انگیز
اے ترا ظلم، سر بسر انداز

تو ہوا جلوہ گر، مبارک ہو
ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز

http://muftbooks.blogspot.com/

مجھ کو پوچھا، تو کچھ غضب نہ ہوا
میں غریب اور تُو غریب نواز

اسد اللہ خاں تمام ہوا
اے دریغا، وہ رندِ شاہد باز

مژدہ، اے ذوقِ اسیری، کہ نظر آتا ہے
دام خالی، قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس

جگرِ تشنۂ آزار، تسلی نہ ہوا
جوے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہر خار کے پاس

مند گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، ہے، ہے
خوب وقت آئے تم، اِس عاشقِ بیمار کے پاس

میں بھی رک رک کے نہ مرتا، جو زباں کے بدلے
دشنہ اک تیز سا ہوتا، مرے غم خوار کے پاس

دہنِ شیر میں جا بیٹھیے، لیکن اے دل
نہ کھڑے ہوجیے خوبانِ دل آزار کے پاس

دیکھ کر تجھ کو، چمن بسکہ نمو کرتا ہے
خود بخود پہنچے ہے گل، گوشۂ دستار کے پاس

http://muftbooks.blogspot.com/

مر گیا پھوڑ کے سر، غالبِ وحشی، ہے، ہے
بیٹھنا اُس کا وہ، آکر تری دیوار کے پاس

۷٤

نہ لیوے گر خسِ جوہر، طراوت سبزۂ خط سے
لگاوے خانۂ آئینہ میں رُوے نگار آتش

فروغِ حُسن سے ہوتی ہے حلِ مشکلِ عاشق
نہ نکلے شمع کے پاسے، نکالے گر نہ خار آتش

۷۵

جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع
چرخ واکرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع

۷٦

رُخِ نگار سے، ہے سوزِ جاودانیِ شمع
ہوئی ہے آتشِ گل، آبِ زندگانیِ شمع

زبانِ اہلِ زباں میں، ہے مرگ خاموشی
یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع

http://muftbooks.blogspot.com/

کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام
بہ طرزِ اہلِ فنا، ہے فسانہ خوانیِ شمع

غم اس کو حسرتِ پروانہ کا ہے، اے شعلہ
ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانیِ شمع

ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے
بہ جلوہ ریزیِ باد و بہ پرفشانیِ شمع

نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار، نہ پوچھ
شگفتگی ہے شہیدِ گلِ خزانیِ شمع

جلے ہے دیکھ کے بالینِ یار پر مجھ کو
نہ کیوں ہو دل پہ مرے، داغِ بدگمانیِ شمع

بیمِ رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش
مجبور یاں تلک ہوئے، اے اختیار، حیف

جلتا ہے دل، کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے
اے نا تمامیِ نفسِ شعلہ بار، حیف

http://muftbooks.blogspot.com/

زخم پر چھڑکیں کہاں، طفلانِ بے پروا، نمک
کیا مزہ ہوتا، اگر پتھر میں بھی ہوتا، نمک

گردِ راہِ یار ہے سامانِ ناز زخمِ دل
ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک

مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہو جیو
نالۂ بلبل کا درد، اور خندۂ گل کا نمک

شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا، کہ آج
گردِ ساحل ہے، بہ زخمِ موجۂ دریا، نمک

داد دیتا ہے مرے زخم جگر کی، واہ، واہ
یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک

چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق، حیف ہے
دل طلب کرتا ہے زخم، اور مانگے ہیں اعضا نمک

غیر کی منت نہ کھینچوں گا، پیِ توقیرِ درد
زخم مثلِ خندۂ قاقل ہے، سر تا پا نمک

یاد ہیں، غالب تجھے وہ دن، کہ وجدِ ذوق میں
زخم سے گرتا، تو میں پلکوں سے چُنتا تھا نمک

http://muftbooks.blogspot.com/

آہ کو چاہیے اک عمر، اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

دام ہر موج میں ہے، حلقۂ صد کامِ نہنگ
دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ، گہر ہونے تک

عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں، خونِ جگر ہونے تک

ہم نے مانا، کہ تغافل نہ کرو گے، لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم، تم کو خبر ہونے تک

پرتوِ خور سے ہے شبنم کو، فنا کی تعلیم
میں بھی ہوں، ایک عنایت کی نظر ہونے تک

یک نظر بیش نہیں، فرصتِ ہستی غافل
گرمیِ بزم ہے، اک رقصِ شرر ہونے تک

غمِ ہستی کا، اسد، کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

http://muftbooks.blogspot.com/

۸۰

گر تجھ کو ہے یقینِ اجابت، دعا نہ مانگ
یعنی بغیرِ یک دلِ بے مدعا، نہ مانگ

آتا ہے داغِ حسرتِ دل کا شمار یاد
مجھ سے مرے گنہ کا حساب، اے خدا، نہ مانگ

۸۱

ہے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفائے گل
بُلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل

آزادیِ نسیم مبارک، کہ ہر طرف
ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دامِ ہوائے گل

جو تھا، سو موجِ رنگ کے دھوکے میں رہ گیا
اے وائے، نالۂ لبِ خُونیں نوائے گل

خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا، کہ جو
رکھتا ہو، مثلِ سایۂ گل، سر بہ پائے گل

ایجاد کرتی ہے اُسے تیرے لیے، بہار
میرا رقیب ہے، نفسِ عطر سائے گل

http://muftbooks.blogspot.com/

شرمندہ رکھتے ہیں مجھے بادِ بہار سے
میناے بے شراب و دلِ بے ہواے گل

سطوت سے تیرے جلوۂ حُسنِ غیور کی
خوں ہے میری نگاہ میں رنگِ اداے گل

تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا، کہ آج تک
بے اختیار دوڑے ہے گل درقفاے گل

غالب، مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو
جس کا خیال ہے گلِ جیبِ قباے گل

غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو، بیش از یک نفس
برق سے کرتے ہیں روشن، شمعِ ماتم خانہ ہم

محفلیں برہم کرے ہے، گنجفہ بازِ خیال
ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ ہم

باوجودِ یک جہاں، ہنگامہ پیدائی نہیں
ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم

ضعف سے ہے، نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو
ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ ہم

http://muftbooks.blogspot.com/

دائم الحبس اس میں ہیں لاکھوں تمنائیں، اسد
جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم

۸۳

بہ نالہ حاصلِ دل بستگی فراہم کر
متاعِ خانۂ زنجیر، جُز صدا، معلوم

۸٤

مجھ کو دیارِ غیر میں مارا، وطن سے دور
رکھ لی مرے خدا نے، مری بیکسی کی شرم

وہ حلقہہائے زُلف، کمیں میں ہیں، اے خدا
رکھ لیجو میرے دعویٰ وارستگی کی شرم

۸۵

لوں وام بختِ خفتہ سے، یک خوابِ خوش، ولے
غالب، یہ خوف ہے، کہ کہاں سے ادا کروں

http://muftbooks.blogspot.com/

وہ فراق اور وہ وصال کہاں
وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں

فرصتِ کاروبارِ شوق کسے
ذوقِ نظارۂ جمال کہاں

دل تو دل، وہ دماغ بھی نہ رہا
شورِ سودائے خط و خال کہاں

تھی وہ اک شخص کے تصور سے
اب وہ رعنائیِ خیال کہاں

ایسا آساں نہیں، لہو رونا
دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں

ہم سے چھوٹا قمار خانۂ عشق
واں جو جاویں، گرہ میں مال کہاں

فکرِ دنیا میں سر کھپاتا ہوں
میں کہاں اور یہ وبال کہاں

مضمحل ہو گئے قویٰ، غالب
وہ عناصر میں اعتدال کہاں

http://muftbooks.blogspot.com/

کی وفا ہم سے، تو غیر اس کو جفا کہتے ہیں
ہوتی آئی ہے، کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں

آج ہم اپنی پریشانیِ خاطر اُن سے
کہنے جاتے تو ہیں، پر دیکھیے، کیا کہتے ہیں

اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ اِنھیں کچھ نہ کہو
جو مے و نغمہ کو، اندوہ رُبا کہتے ہیں

دل میں آجائے ہے، ہوتی ہے جو فرصت غش سے
اور پھر کون سے نالے کو رسا کہتے ہیں

ہے پرے سرحدِ ادراک سے، اپنا مسجود
قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں

پائے افگار پہ، جب سے تجھے رحم آیا ہے
خارِ رہ کو ترے ہم، مہر گیا کہتے ہیں

اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا
آگ مطلوب ہے ہم کو، جو ہوا کہتے ہیں

دیکھیے لاتی ہے اُس شوخ کی نخوت، کیا رنگ
اُس کی ہر بات پہ ہم، نامِ خدا، کہتے ہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

وحشت و شیفتہ اب مرثیہ کہویں، شاید
مرگیا غالبِ آشفتہ نوا، کہتے ہیں

۸۸

آبرو کیا خاک اُس گل کی، کہ گلشن میں نہیں
ہے گریباں ننگِ پیراہن، جو دامن میں نہیں

ضعف سے، اے گریہ، کچھ باقی مرے تن میں نہیں
رنگ ہو کر اُڑ گیا، جو خوں کہ دامن میں نہیں

ہو گئے ہیں جمع، اجزائے نگاہِ آفتاب
ذرے، اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں

کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے
پنبہ نورِ صبح سے کم، جس کے روزن میں نہیں

رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے
انجمن بے شمع ہے، گر برق خرمن میں نہیں

زخم سلوانے سے، مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن
غیر سمجھا ہے، کہ لذت زخمِ سوزن میں نہیں

بسکہ ہیں ہم اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے
جلوۂ گل کے سوا، گرد اپنے مدفن میں نہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

قطرہ قطرہ، اک ہیولیٰ ہے، نئے ناسور کا
خوں بھی، ذوقِ درد سے، فارغ مرے تن میں نہیں

لے گئی ساقی کی نخوت، قلزم آشامی مری
موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں

ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود
قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں

تھی وطن میں شان کیا غالب، کہ ہو غربت میں قدر
بے تکلف، ہوں وہ مشتِ خس، کہ گلخن میں نہیں

عہدے سے مدحِ ناز کے، باہر نہ آ سکا
گر اک ادا ہو، تو اُسے اپنی قضا کہوں

حلقے ہیں چشم ہائے کشادہ سوے دل
ہر تارِ زلف کو نگہِ سُرمہ سا کہوں

میں اور صد ہزار نوائے جگر خراش
تو، اور ایک وہ نشنیدن، کہ کیا کہوں

ظالم، مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ
ہے، ہے، خدا نکردہ، تجھے بے وفا کہوں

http://muftbooks.blogspot.com/

مہرباں ہو کے بلا لو مجھے، چاہو جس وقت
میں گیا وقت نہیں ہوں کہ، پھر آ بھی نہ سکوں

ضعف میں، طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے
بات کچھ سر تو نہیں ہے، کہ اُٹھا بھی نہ سکوں

زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو، ستم گر، ورنہ
کیا قسم ہے ترے ملنے کی، کہ کھا بھی نہ سکوں

ہم سے کھل جاؤ، بوقتِ مے پرستی، ایک دن
ورنہ ہم چھیڑیں گے، رکھ کر عذرِ مستی، ایک دن

غرۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو
اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی، ایک دن

قرض کی پیتے تھے مے، لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی، ایک دن

نغمہ ہائے غم کو بھی، اے دل، غنیمت جانیے
بے صدا ہو جائے گا، یہ سازِ ہستی ایک دن

http://muftbooks.blogspot.com/

دھول دھپّا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں
ہم ہی کر بیٹھے تھے، غالب، پیش دستی ایک دن

۹۲

ہم پر، جفا سے، ترکِ وفا کا گماں نہیں
اک چھیڑ ہے، و گر نہ مُراد امتحاں نہیں

کس منھ سے شکر کیجیے، اِس لطفِ خاص کا
پُرسش ہے اور پاے سخن درمیاں نہیں

ہم کو ستم عزیز، سِتم گر کو ہم عزیز
نا مہرباں نہیں ہے، اگر مہرباں نہیں

بوسہ نہیں، نہ دیجیے، دشنام ہی سہی
آخر زباں تو رکھتے ہو تم، گر دہاں نہیں

ہر چند جاں گدازیِ قہر و عتاب ہے
ہر چند پُشت گرمیِ تاب و تواں نہیں

جاں مطربِ ترانۂ ہَل مِن مَزید ہے
لب پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں نہیں

خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دونیم
دل میں چُھری چبھو، مژہ گر خونچکاں نہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

ہے ننگِ سینہ، دل اگر آتش‌کدہ نہ ہو
ہے عارِ دل، نفس اگر آذر فشاں نہیں

نقصاں نہیں جنوں میں، بلا سے ہو گھر خراب
سو گز زمیں کے بدلے، بیاباں گراں نہیں

کہتے ہو، کیا لکھا ہے تری سر نوشت میں
گویا جبیں پہ سجدۂ بت کا نشاں نہیں

پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی
رُوح القدس اگرچہ، مرا ہم زباں نہیں

جاں ہے بہائے بوسہ، ولے کیوں کہے ابھی
غالب کو جانتا ہے، کہ وہ نیم جاں نہیں

مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں
ایک چکّر ہے، مرے پانوں میں زنجیر نہیں

شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو، کہ جہاں
جادہ غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں

حسرتِ لذتِ آزار رہی جاتی ہے
جادۂ راہِ وفا، جُز دم شمشیر نہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

رنجِ نومیدیِ جاوید، گوارا رہیو
خوش ہوں گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں

سر کھجاتا ہے، جہاں زخمِ سر اچھا ہو جائے
لذتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں

جب کرم رخصتِ بیباکی و گستاخی دے
کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں

غالب، اپنا یہ عقیدہ ہے، بقولِ ناسخ
آپ بے بہرہ ہے، جو معتقدِ میر نہیں

۹۴

مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں
ہیں جمع سویدائے دلِ چشم میں آہیں

۹۵

برشکالِ گریۂ عاشق ہے، دیکھا چاہیے
کھل گئی مانندِ گل، سو جا سے دیوارِ چمن

اُلفتِ گل سے غلط ہے دعویٰ وارستگی
سرو ہے با وصفِ آزادی گرفتارِ چمن

http://muftbooks.blogspot.com/

عشق تاثیر سے نومید نہیں
جاں سُپاری شجرِ بید نہیں

سلطنت دست بدست آئی ہے
جامِ مے، خاتمِ جمشید نہیں

ہے تجلی تری سامانِ وجود
ذرہ بے پرتوِ خورشید نہیں

راز معشوق نہ رسوا ہو جائے
ورنہ مر جانے میں کچھ بھید نہیں

گردشِ رنگِ طرب سے ڈر ہے
غم محرومیِ جاوید نہیں

کہتے ہیں، جیتے ہیں اُمید پہ لوگ
ہم کو جینے کی بھی اُمید نہیں

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں اِرم دیکھتے ہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

دل آشفتگاں خالِ کنجِ دہن کے
سویدا میں سیرِ عدم دیکھتے ہیں

ترے سرو قامت سے، اک قدِ آدم
قیامت کے فتنے کو، کم دیکھتے ہیں

تماشا کر اے محوِ آئینہ داری
تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں

سُراغِ تفِ نالہ لے، داغِ دل سے
کہ شب رو کا نقشِ قدم دیکھتے ہیں

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس، غالب
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

ملتی ہے خُوئے یار سے نار، اِلتہاب میں
کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں

کب سے ہوں، کیا بتاؤں، جہانِ خراب میں
شب ہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں

تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر
آنے کا وعدہ کر گئے، آئے جو خواب میں

http://muftbooks.blogspot.com/

قاصد کے آتے آتے، خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں، جو وہ لکھیں گے جواب میں

مجھ تک کب، ان کی بزم میں، آتا تھا دورِ جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے
کیوں بدگماں ہوں دوست سے، دشمن کے باب میں

میں مضطرب ہوں وصل میں، خوفِ رقیب سے
ڈالا ہے تم کو وہم نے، کس پیچ و تاب میں

میں اور حظِ وصل، خدا ساز بات ہے
جاں نذر دینی بھول گیا، اضطراب میں

ہے تیوری چڑھی ہوئی، اندر نقاب کے
ہے اک شکن پڑی ہوئی، طرفِ نقاب میں

لاکھوں لگاؤ، ایک چُرانا نگاہ کا
لاکھوں بناؤ، ایک بگڑنا عتاب میں

وہ نالہ، دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے
جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں

وہ سحر، مدعا طلبی میں نہ کام آئے
جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں

http://muftbooks.blogspot.com/

غالب، چھٹی شراب، پر اب بھی، کبھی کبھی
پیتا ہوں روزِ ابر و شبِ ماہتاب میں

۹۹

کل کے لئے کر آج نہ خست شراب میں
یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں

ہیں آج کیوں ذلیل، کہ کل تک نہ تھی پسند
گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں

جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے، دمِ سماع
گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں

رو میں ہے رخشِ عمر، کہاں، دیکھیے، تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے، نہ پا ہے رکاب میں

اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے
جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ و تاب میں

اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
حیراں ہوں، پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

ہے مشتمل نمودِ صور پر وجودِ بحر
یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں

http://muftbooks.blogspot.com/

شرم اک ادائے ناز ہے، اپنے ہی سے سہی
ہیں کتنے بے حجاب، کہ ہیں یوں حجاب میں

آرایشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز
پیشِ نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں

ہے غیبِ غیب، جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود
ہیں خواب میں ہنوز، جو جاگے ہیں خواب میں

غالب، ندیم دوست سے، آتی ہے بوئے دوست
مشغولِ حق ہوں، بندگیِ بوتراب میں

حیراں ہوں، دل کو روؤں، کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو، تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

چھوڑا نہ رشک نے، کہ ترے گھر کا نام لوں
ہر اک سے پوچھتا ہوں، کہ جاؤں کدھر کو میں

جانا پڑا رقیب کے در پر، ہزار بار
اے کاش، جانتا نہ تری رہ گزر کو میں

ہے کیا، جو کس کے باندھیے، میری بلا ڈرے
کیا جانتا نہیں ہوں، تمہاری کمر کو میں

http://muftbooks.blogspot.com/

لو، وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر، تو لٹاتا نہ گھر کو میں

چلتا ہوں تھوڑی دور، ہر اک تیز رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی، راہبر کو میں

خواہش کو، احمقوں نے، پرستش دیا قرار
کیا پوجتا ہوں اُس بتِ بیداد گر کو میں

پھر بے خودی میں بھول گیا، راہِ کوے یار
جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں

اپنے پہ کر رہا ہوں قیاس، اہلِ دہر کا
سمجھا ہوں دل پذیر، متاعِ ہنر کو میں

غالب، خدا کرے کہ سوارِ سمندِ ناز
دیکھوں علی بہادرِ عالی گہر کو میں

ذکر میرا، بہ بدی بھی، اُسے منظور نہیں
غیر کی بات بگڑ جائے، تو کچھ دور نہیں

وعدۂ سیرِ گلستاں ہے، خوشا طالعِ شوق
مژدۂ قتل مقدر ہے، جو مذکور نہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

شاہدِ ہستیِ مطلق کی کمر ہے عالم
لوگ کہتے ہیں کہ ہے، پر ہمیں منظور نہیں

قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا، لیکن
ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں

حسرت، اے ذوقِ خرابی، کہ وہ طاقت نہ رہی
عشقِ پُرعربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں

میں جو کہتا ہوں، کہ ہم لیں گے قیامت میں تمہیں
کس رعونت سے وہ کہتے ہیں، کہ ہم حور نہیں

ظلم کر، ظلم، اگر لطف دریغ آتا ہو
تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں

صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں، ہم لوگ
واے، وہ بادہ، کہ افشردۂ انگور نہیں

ہوں ظہوری کے مقابل میں خفائی غالب
میرے دعوے پہ یہ حجت ہے، کہ مشہور نہیں

نالہ جُز حسنِ طلب، اے ستم ایجاد، نہیں
ہے تقاضاے جفا، شکوۂ بیداد نہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب
ہم کو تسلیم نکو نامیِ فرہاد نہیں

کم نہیں وہ بھی خرابی میں، پہ وسعت معلوم
دشت میں، ہے مجھے وہ عیش، کہ گھر یاد نہیں

اہلِ بینش کو، ہے طوفانِ حوادث، مکتب
لطمۂ موج، کم از سیلیِ استاد، نہیں

وائے محرومیِ تسلیم و بدا حالِ وفا
جانتا ہے، کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں

رنگِ تمکینِ گل ولالہ پریشاں کیوں ہے
گر چراغانِ سرِ رہ گزرِ باد نہیں

سبدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں
مژدہ، اے مرغ، کہ گلزار میں صیّاد نہیں

نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا
دی ہی جائے دہن اس کو دمِ ایجاد، نہیں

کم نہیں، جلوہ گری میں، ترے کوچے سے بہشت
یہی نقشہ ہے، ولے اس قدر آباد نہیں

کرتے کس منھ سے ہو، غربت کی شکایت، غالب
تم کو بے مہریِ یارانِ وطن یاد نہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

دونوں جہان دے کے، وہ سمجھے، یہ خوش رہا
یاں آپڑی یہ شرم، کہ تکرار کیا کریں

تھک تھک کے، ہر مقام پہ دو چار رہ گئے
تیرا پتا نہ پائیں، تو ناچار کیا کریں

کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم
ہو غم ہی جاں گداز، تو غم خوار کیا کریں

۱۰۴

ہو گئی ہے غیر کی شیریں بیانی، کار گر
عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں

۱۰۵

قیامت ہے، کہ سُن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا
تعجب سے وہ بولا، یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں

دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے، غالب
نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں

http://muftbooks.blogspot.com/

۱۰۶

دل لگا کر لگ گیا اُن کو بھی تنہا بیٹھنا
بارے، اپنی بے کسی کی ہم نے پائی داد، یاں

ہیں زوال آمادہ، اجزا آفرینش کے تمام
مہرِ گردوں ہے چراغِ رہ گزارِ باد، یاں

۱۰۷

یہ ہم جو ہجر میں، دیوار و در کو دیکھتے ہیں
کبھی صبا کو، کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں

وہ آئیں گھر میں ہمارے، خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو، کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

نظر لگے نہ کہیں، اُس کے دست و بازو کو
یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں

ترے جواہرِ طرفِ کلہ کو کیا دیکھیں
ہم اوجِ طالعِ لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

نہیں، کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں
شبِ فراق سے، روزِ جزا، زیاد نہیں

کوئی کہے، کہ شبِ مہ میں کیا بُرائی ہے
بلا سے، آج اگر دن کو ابر و باد نہیں

جو آؤں سامنے اُن کے، تو مرحبا نہ کہیں
جو جاؤں واں سے کہیں کو، تو خیرباد نہیں

کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں، تو کہتے ہیں
کہ آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں

علاوہ عید کے ملتی ہے، اور دن بھی، شراب
گدائے کوچۂ مے خانہ نامراد نہیں

جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام
دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل، کہ شاد نہیں

تم اُن کے وعدے کا ذکر اُن سے کیوں کرو، غالب
یہ کیا، کہ تم کہو، اور وہ کہیں، کہ یاد نہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں
ہم بھی مضموں کی ہوا باندھتے ہیں

آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے
ہم بھی اک اپنی ہوا باندھتے ہیں

تیری فرصت کے مقابل، اے عمر
برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں

قیدِ ہستی سے رہائی، معلوم
اشک کو بے سر و پا باندھتے ہیں

نشۂ رنگ سے، ہے واشدِ گل
مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں

غلطی ہائے مضامیں مت پوچھ
لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں

اہلِ تدبیر کی واماندگیاں
آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں

سادہ پرکار ہیں خوباں، غالب
ہم سے پیمان وفا باندھتے ہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

۱۱۰

زمانہ سخت کم آزار ہے بجانِ اسد
وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں

۱۱۱

دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں
خاک ایسی زندگی پہ، کہ پتھر نہیں ہوں میں

کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہوں، پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

یارب، زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لئے
لوحِ جہاں پہ حرفِ مکرر نہیں ہوں میں

حد چاہیے سزا میں، عقوبت کے واسطے
آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں

کس واسطے عزیز نہیں جانتے مجھے
لعل و زمرد و زر و گوہر نہیں ہوں میں

رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ
رتبے میں مہر و ماہ سے کمتر نہیں ہوں میں

http://muftbooks.blogspot.com/

کرتے ہو مجھ کو منعِ قدم بوس کس لیے
کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں

غالب، وظیفہ خوار ہو، دو شاہ کو دعا
وہ دن گئے کہ کہتے تھے، نوکر نہیں ہوں میں

سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی، کہ پنہاں ہو گئیں

یاد تھیں، ہم کو بھی، رنگا رنگ بزم آرائیاں
لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہو گئیں

تھیں بنات النعشِ گردوں، دن کو پردے میں نہاں
شب کو اُن کے جی میں کیا آئی، کہ عریاں ہو گئیں

قید میں یعقوب نے لی، گو، نہ یوسف کی خبر
لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہو گئیں

سب رقیبوں سے ہوں ناخوش، پر زنانِ مصر سے
ہے زلیخا خوش، کہ محوِ ماہِ کنعاں ہو گئیں

جو ہے خوں آنکھوں سے بہنے دو، کہ ہے شامِ فراق
میں یہ سمجھوں گا، کہ شمعیں دو فروزاں ہو گئیں

http://muftbooks.blogspot.com/

ان پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام
قدرتِ حق سے ، یہی حوریں اگر واں ہو گئیں

نیند اُسکی ہے، دماغ اُس کا ہے، راتیں اُسکی ہیں
تیری زلفیں، جس کے بازو پر، پریشاں ہو گئیں

میں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کھل گیا
بُلبلیں سُن کر مرے نالے، غزل خواں ہو گئیں

وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں، یارب، دل کے پار
جو مری کوتاہیِ قسمت سے، مژگاں ہو گئیں

بس کہ روکا میں نے، اور سینے میں اُبھریں پے بہ پے
میری آہیں بخیۂ چاکِ گریباں ہو گئیں

واں گیا بھی میں، تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب
یاد تھیں جتنی دعائیں، صرفِ درباں ہو گئیں

جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا
سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہو گئیں

ہم موحد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم
ملّتیں جب مٹ گئیں، اجزائے ایماں ہو گئیں

رنج سے خُوگر ہوا انساں، تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی، کہ آساں ہو گئیں

http://muftbooks.blogspot.com/

یوں ہی گر روتا رہا غالب، تو اے اہلِ جہاں
دیکھنا ان بستیوں کو تم، کہ ویراں ہو گئیں

دیوانگی سے، دوش پہ زُنّار بھی نہیں
یعنی ہماری جیب میں اک تار بھی نہیں

دل کو نیازِ حسرتِ دیدار کر چکے
دیکھا تو ہم میں طاقتِ دیدار بھی نہیں

ملنا ترا اگر نہیں آساں، تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے، کہ دشوار بھی نہیں

بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے، اور یاں
طاقت بہ قدرِ لذتِ آزار بھی نہیں

شوریدگی کے ہاتھ سے، ہے سر وبالِ دوش
صحرا میں، اے خدا، کوئی دیوار بھی نہیں

گنجایشِ عداوتِ اغیار، اک طرف
یاں دل میں، ضعف سے، ہوسِ یار بھی نہیں

ڈر نالہ ہائے زار سے میرے، خدا کو مان
آخر نوائے مرغِ گرفتار بھی نہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے رو کشی
حالانکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے، اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

دیکھا اسد کو خلوت و جلوت میں بارہا
دیوانہ گر نہیں ہے، تو ہشیار بھی نہیں

نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے در خور، مرے تن میں
ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں

ہوئی ہے مانع ذوقِ تماشا، خانہ ویرانی
کفِ سیلاب باقی ہے، برنگِ پنبہ روزن میں

ودیعت خانۂ بے دادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں
نگینِ نامِ شاہد ہے مرے ہر قطرہ خوں تن میں

بیاں کس سے ہو، ظلمت گستری میرے شبستاں کی
شبِ مہ ہو، جو رکھ دیں پنبہ دیواروں کے روزن میں

نکوہش مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی
ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن میں

http://muftbooks.blogspot.com/

ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے
پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرہ روزن میں

نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے
جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں

ہزاروں دل دیے، جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو
سیہ ہوکر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خوں تن میں

اسد، زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہائے خوباں ہوں
خمِ دستِ نوازش ہوگیا ہے طوق گردن میں

مزے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں
سوائے خونِ جگر، سو جگر میں خاک نہیں

مگر غبار ہوئے پر، ہوا اُڑا لے جائے
وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں

یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے
کہ غیرِ جلوۂ گل رہ گزر میں خاک نہیں

بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا
اثر مرے نفسِ بے اثر میں خاک نہیں

http://muftbooks.blogspot.com/

خیالِ جلوۂ گل سے خراب ہیں میکش
شراب خانے کے دیوار و در میں خاک نہیں

ہوا ہوں عشق کی غارت گری سے شرمندہ
سوائے حسرتِ تعمیر گھر میں خاک نہیں

ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے، اسد
کھلا، کہ فائدہ عرضِ ہنر میں خاک نہیں

دل ہی تو ہے، نہ سنگ و خشت، درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار، کوئی ہمیں ستائے کیوں

دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہ گزر پہ ہم، کوئی ہمیں اُٹھائے کیوں

جب وہ جمالِ دل فروز، صورتِ مہرِ نیم روز
آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں منھ چھپائے کیوں

دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ
تیرا ہی عکسِ رخ سہی، سامنے تیرے آئے کیوں

قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے، آدمی غم سے نجات پائے کیوں

http://muftbooks.blogspot.com/

حسن اور اُس پہ حسنِ ظن، رہ گئی بوالہوس کی شرم
اپنے پہ اعتماد ہے، غیر کو آزمائے کیوں

واں وہ غرورِ عز و ناز، یاں یہ حجابِ پاسِ وضع
راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بلائے کیوں

ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی
جس کو ہو دین و دل عزیز، اُس کی گلی میں جائے کیوں

غالبِ خستہ کے بغیر، کون سے کام بند ہیں
روئیے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں

غنچۂ نا شگفتہ کو دور سے مت دکھا، کہ یوں
بوسے کو پوچھتا ہوں میں، منہ سے مجھے بتا، کہ یوں

پرسشِ طرزِ دلبری، کیجیے کیا، کہ بِن کہے
اُس کے ہر اک اِشارے سے نکلے ہے یہ ادا، کہ یوں

رات کے وقت مے پیے، ساتھ رقیب کو لیے
آئے وہ یاں خدا کرے، پر نہ کرے خدا، کہ یوں

غیر سے رات کیا بنی، یہ جو کہا، تو دیکھیے
سامنے آن بیٹھنا، اور یہ دیکھنا کہ یوں

http://muftbooks.blogspot.com/

بزم میں اُس کے روبرو، کیوں نہ خموش بیٹھیے
اُس کی تو خامشی میں بھی، ہے یہی مدعا کہ یوں

میں نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے، تہی
سن کے ستم ظریف نے مجھ کو اُٹھا دیا، کہ یوں

مجھ سے کہا جو یار نے، جاتے ہیں ہوش کس طرح
دیکھ کے میری بے خودی چلنے لگی ہوا، کہ یوں

کب مجھے کوے یار میں، رہنے کی وضع یاد تھی
آئینہ دار بن گئی، حیرتِ نقشِ پا، کہ یوں

گر ترے دل میں ہو خیال، وصل میں شوق کا زوال
موج محیطِ آب میں، مارے ہے دست و پا، کہ یوں

جو یہ کہے، کہ ریختہ کیوں کہ ہو رشکِ فارسی
گفتۂ غالب ایک بار پڑھ کے اُسے سنا، کہ یوں

حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو
کہ چشمِ تنگ، شاید، کثرتِ نظارہ سے وا ہو

بہ قدرِ حسرتِ دل، چاہیے ذوقِ معاصی بھی
بھروں یک گوشۂ دامن، گر آبِ ہفت دریا ہو

http://muftbooks.blogspot.com/

اگر وہ سرو قد، گرمِ خرامِ ناز آجاوے
کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو

۱۱۹

کعبے میں جا رہا، تو نہ دو طعنہ، کیا کہیں
بھولا ہوں حقِ صحبتِ اہلِ کنشت کو

طاعت میں تا، رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ
دوزخ میں ڈال دو، کوئی لے کر بہشت کو

ہوں منحرف نہ کیوں، رہ و رسمِ ثواب سے
ٹیڑھا لگا ہے قط، قلمِ سر نوشت کو

غالب، کچھ اپنی سعی سے کہنا نہیں مجھے
خرمن جلے، اگر نہ ملخ کھائے کشت کو

۱۲۰

وارستہ اس سے ہیں، کہ محبت ہی کیوں نہ ہو
کیجے ہمارے ساتھ، عداوت ہی کیوں نہ ہو

چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا
ہے دل پہ بار، نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو

http://muftbooks.blogspot.com/

ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گِلا
ہر چند بر سبیلِ شکایت ہی کیوں نہ ہو

پیدا ہوئی ہے، کہتے ہیں، ہر درد کی دوا
یوں ہو، تو چارۂ غمِ اُلفت ہی کیوں نہ ہو

ڈالا نہ بے کسی نے کسی سے معاملہ
اپنے سے کھینچتا ہوں، خجالت ہی کیوں نہ ہو

ہے آدمی بجائے خود، اک محشرِ خیال
ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو

ہنگامۂ زبونیِ ہمت ہے، انفعال
حاصل نہ کیجے دہر سے، عبرت ہی کیوں نہ ہو

وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں
اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو

مٹتا ہے فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی
عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو

اُس فتنہ خُو کے در سے اب اُٹھتے نہیں، اسد
اِس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

http://muftbooks.blogspot.com/

قفس میں ہوں گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو
مرا ہونا بُرا کیا ہے، نواسنجانِ گلشن کو

نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو یہ رشک کیا کم ہے
نہ دی ہوتی، خدایا، آرزوے دوست دشمن کو

نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو، اُس جراحت پر
کیا سینے میں جس نے خوں چکاں، مژگانِ سوزن کو

خدا شرمائے ہاتھوں کو، کہ رکھتے ہیں کشا کش میں
کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو

ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں
نہیں دیکھا شناور جوے خوں میں، تیرے توسن کو

ہوا چرچا جو میرے پانؤں کی زنجیر بننے کا
کیا بیتاب کاں میں، جنبشِ جوہر نے آہن کو

خوشی کیا، کھیت پر میرے، اگر سوبار ابر آوے
سمجھتا ہوں، کہ ڈھونڈے ہے ابھی سے برق خرمن کو

وفا داری، بہ شرطِ اُستواری، اصلِ ایماں ہے
مرے بت خانہ میں، تو کعبے میں گاڑو برہمن کو

http://muftbooks.blogspot.com/

شہادت تھی مری قسمت میں، جو دی تھی یہ خُو مجھ کو
جہاں تلوار کو دیکھا، جُھکا دیتا تھا گردن کو

نہ لٹتا دن کو، تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا
رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو

سخن کیا کہہ نہیں سکتے، کہ جویا ہوں جواہر کے
جگر کیا ہم نہیں رکھتے، کہ کھو دیں جا کے معدن کو

مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں، غالب
فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو

دھوتا ہوں جب میں پینے کو، اُس سیم تن کے پانؤ
رکھتا ہے، ضد سے، کھینچ کے باہر لگن کے پانؤ

دی سادگی سے جان، پڑوں کوہ کن کے پانؤ
ہیہات، کیوں نہ ٹوٹ گئے، پیرزن کے پانؤ

بھاگے تھے ہم بہت، سو اُسی کی سزا ہے یہ
ہو کر اسیر دابتے ہیں، راہ زن کے پانؤ

مرہم کی جستجو میں، پھرا ہوں جو دُور دُور
تن سے سوا فگار ہیں، اس خستہ تن کے پانؤ

http://muftbooks.blogspot.com/

اللہ رے ذوقِ دشت نوردی، کہ بعدِ مرگ
ہلتے ہیں خود بخود مرے اندر کفن کے پانو

ہے جوشِ گل بہار میں یاں تک، کہ ہر طرف
اُڑتے ہوئے اُلجھتے ہیں، مرغِ چمن کے پانو

شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں
دُکھتے ہیں آج اُس بتِ نازک بدن کے پانو

غالب، مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو
پیتا ہوں دھو کے خسروِ شیریں سخن کے پانو

۱۲۳

واں اس کو ہولِ دل ہے، تو یاں میں ہوں شرمسار
یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو

اپنے کو دیکھتا نہیں ذوقِ ستم تو دیکھ
آئینہ تا کہ دیدۂ نخچیر سے نہ ہو

۱۲٤

واں پہنچ کر جو غش آتا پے ہم ہے ہم کو
صد رہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو

http://muftbooks.blogspot.com/

دل کو میں، اور مجھے دل، محوِ وفا رکھتا ہے
کس قدر ذوقِ گرفتاریِ ہم ہے ہم کو

ضعف سے، نقش پےِ مور، ہے طوقِ گردن
تیرے کوچے سے، کہاں طاقتِ رم ہے ہم کو

جان کر کیجے تغافل، کہ کچھ اُمید بھی ہو
یہ نگاہِ غلط انداز تو سم ہے ہم کو

رشکِ ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں
نالۂ مرغِ سحر، تیغِ دو دم ہے ہم کو

سر اُڑانے کے جو وعدے کو مکرر چاہا
ہنس کے بولے کہ، ترے سر کی قسم ہے ہم کو

دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ، و لیکن ناچار
پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو

تم وہ نازک، کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو
ہم وہ عاجز، کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو

قطعہ

لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی
ہوسِ سیر و تماشا، سو وہ کم ہے ہم کو

http://muftbooks.blogspot.com/

مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر
عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہم کو

لیے جاتی ہے کہیں ایک توقع، غالب
جادۂ رہ کششِ کافِ کرم ہے ہم کو

تم جانو، تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو
مجھ کو بھی پوچھتے رہو، تو کیا گناہ ہو

بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے
قاتل اگر رقیب ہے، تو تم گواہ ہو

کیا وہ بھی بے گنہ کش و حق ناشناس ہیں
مانا کہ تم بشر نہیں، خورشید و ماہ ہو

اُبھرا ہوا نقاب میں ہے اُن کے، ایک تار
مرتا ہوں میں، کہ یہ نہ کسی کی نگاہ ہو

جب میکدہ چھٹا، تو پھر اب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو

سنتے ہیں جو بہشت کی تعریف، سب درست
لیکن خدا کرے، وہ تری جلوہ گاہ ہو

http://muftbooks.blogspot.com/

غالب بھی گر نہ ہو، تو کچھ ایسا ضرر نہیں
دنیا ہو، یارب، اور مرا بادشاہ ہو

گئی وہ بات، کہ ہو گفتگو، تو کیوں کر ہو
کہے سے کچھ نہ ہوا، پھر کہو، تو کیوں کر ہو

ہمارے ذہن میں، اِس فکر کا ہے نام وصال
کہ گر نہ ہو، تو کہاں جائیں، ہو، تو کیوں کر ہو

ادب ہے اور یہی کشمکش، تو کیا کیجے
حیا ہے اور یہی گو مگو، تو کیوں کر ہو

تمہیں کہو، کہ گزارا صنم پرستوں کا
بتوں کی ہو اگر ایسی ہی خُو، تو کیوں کر ہو

اُلجھتے ہو تم، اگر دیکھتے ہو آئینہ
جو تم سے شہر میں ہوں ایک دو، تو کیوں کر ہو

جسے نصیب ہو، روزِ سیاہ میرا سا
وہ شخص دن نہ کہے رات کو، تو کیوں کر ہو

ہمیں پھر اُن سے اُمید، اور اُنہیں ہماری قدر
ہماری بات ہی پوچھیں نہ وُو، تو کیوں کر ہو

http://muftbooks.blogspot.com/

غلط نہ تھا، ہمیں خط پر، گماں تسلّی کا
نہ مانے دیدۂ دیدار جُو، تو کیوں کر ہو

بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر، ہو مجھ کو قرار
یہ نیش ہو رگِ جاں میں فرو، تو کیوں کر ہو

مجھے جنوں نہیں، غالب، ولے بہ قولِ حضور
فراقِ یار میں تسکین ہو، تو کیوں کر ہو

کسی کو دے کے دل، کوئی نواسنجِ فغاں کیوں ہو
نہ ہو جب دل ہی سینے میں، تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو

وہ اپنی خُو نہ چھوڑیں گے، ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں
سبک سر بن کے کیا پوچھیں، کہ ہم سے سر گراں کیوں ہو

کیا غم خوار نے رُسوا، لگے آگ اِس محبت کو
نہ لاوے تاب جو غم کی، وہ میرا رازداں کیوں ہو

وفا کیسی، کہاں کا عشق، جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر، اے سنگ دل، تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو

قفس میں، مجھ سے رُوداد چمن کہتے، نہ ڈر، ہمدم
گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو

http://muftbooks.blogspot.com/

یہ کہہ سکتے ہو، ہم دل میں نہیں ہیں، پر یہ بتلاؤ
کہ جب دل میں تمہیں تم ہو، تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو

غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو، جرم کس کا ہے
نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو

یہ فتنہ، آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو

یہی ہے آزمانا، تو ستانا کس کو کہتے ہیں
عدو کے ہو لیے جب تم، تو میرا امتحاں کیوں ہو

کہا تم نے کہ، کیوں ہو غیر کے ملنے میں رسوائی
بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو، پھر کہیو کہ، ہاں کیوں ہو

نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تُو، غالب
ترے بے مہر کہنے سے، وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو

رہیے اب ایسی جگہ چل کر، جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو

بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے
کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو

http://muftbooks.blogspot.com/

پڑیے گر بیمار، تو کوئی نہ ہو تیماردار
اور اگر مر جائیے، تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

۱۲۹

از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئینہ
طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئینہ

۱۳۰

ہے سبزہ زار ہر در و دیوارِ غم کدہ
جس کی بہار یہ ہو، پھر اُس کی خزاں نہ پوچھ

ناچار بے کسی کی بھی حسرت اُٹھائیے
دشواریِ رہ و ستمِ ہم رہاں نہ پوچھ

۱۳۱

صد جلوہ رُو برو ہے جو مژگاں اُٹھائیے
طاقت کہاں، کہ دید کا احساں اُٹھائیے

ہے سنگ پر، براتِ معاشِ جنونِ عشق
یعنی ہنوز منتِ طفلاں اُٹھائیے

http://muftbooks.blogspot.com/

دیوار، بارِ منتِ مزدور سے، ہے خم
اے خانماں خراب، نہ احساں اُٹھائیے

یا میرے زخمِ رشک کو رُسوا نہ کیجیے
یا پردۂ تبسمِ پنہاں اُٹھائیے

مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے
بھوں پاس آنکھ، قبلۂ حاجات، چاہیے

عاشق ہوئے ہیں آپ بھی، اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے

دے داد، اے فلک، دلِ حسرت پرست کی
ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیے

سیکھے ہیں مہ رُخوں کے لئے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیے

مے سے غرض نشاط ہے، کس رُوسیاہ کو
اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے

ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں، جدا جدا
ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے

http://muftbooks.blogspot.com/

سر پائے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی
رُو سُوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے

یعنی بہ حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات
عارف ہمیشہ مستِ مئے ذات چاہیے

نشو و نما ہے اصل سے، غالب، فروع کو
خاموشی ہی سے نکلے ہے، جو بات چاہیے

بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خوں وہ بھی
سو رہتا ہے، بانداز چکیدن سرنگوں، وہ بھی

رہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے، تکلف سے
تکلف برطرف، تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی

خیالِ مرگ، کب تسکیں دلِ آزردہ کو بخشے
مرے دامِ تمنا میں ہے اک صیدِ زبوں، وہ بھی

نہ کرتا کاش نالہ، مجھ کو کیا معلوم تھا، ہمدم
کہ ہوگا باعثِ افزایشِ دردِ دروں وہ بھی

نہ اتنا بُرشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ
مرے دریائے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی

http://muftbooks.blogspot.com/

مے عشرت کی خواہش، ساقی گردوں سے کیا کیجے
لیے بیٹھا ہے، اک دو چار جام واژگوں وہ بھی

مرے دل میں ہے، غالب، شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں
خدا وہ دن کرے، جو اُس سے میں یہ بھی کہوں، وہ بھی

۱۳۴

ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے
تنگ آئے ہیں ہم، ایسے خوشامد طلبوں سے

ہے دورِ قدح، وجہِ پریشانیِ صہبا
یک بار لگا دو خُمِ مے، میرے لبوں سے

رندانِ درِ مے کدہ، گستاخ ہیں، زاہد
زنہار نہ ہونا طَرف، ان بے ادبوں سے

بے دادِ وفا دیکھ، کہ جاتی رہی آخر
ہر چند مری جان کو تھا ربط لبوں سے

۱۳۵

تا، ہم کو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا
سن لیتے ہیں، گو ذکر ہمارا نہیں کرتے

http://muftbooks.blogspot.com/

غالب، ترا احوال سنا دیں گے ہم اُن کو
وہ سن کے بلا لیں، یہ اجارا نہیں کرتے

۱۳۶

گھر میں تھا کیا، کہ ترا غم اُسے غارت کرتا
وہ جو رکھتے تھے، ہم اک حسرتِ تعمیر، سو ہے

۱۳۷

غمِ دنیا سے، گر پائی بھی فرصت، سر اُٹھانے کی
فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی

کھلے گا کس طرح مضموں مرے مکتوب کا، یارب
قسم کھائی ہے اُس کافر نے، کاغذ کے جلانے کی

لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے
ولے مشکل ہے حکمت، دل میں سوزِ غم چھپانے کی

اُنہیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا
اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی

ہماری سادگی تھی، التفاتِ ناز پر مرنا
ترا آنا نہ تھا، ظالم، مگر تمہید جانے کی

http://muftbooks.blogspot.com/

لکد کوبِ حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی
مری طاقت، کہ ضامن تھی بتوں کے ناز اُٹھانے کی

کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں، غالب
بدی کی اس نے، جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی

۱۳۸

حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ، اے آرزو خرامی
دل جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی

اُس شمع کی طرح سے، جس کو کوئی بجھادے
میں بھی جلے ہوؤں میں، ہوں داغ ناتمامی

۱۳۹

کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے
جس میں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے

ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے
پرتو سے آفتاب کے، ذرے میں جان ہے

حال آنکہ ہے یہ سیلیِ خارا سے لالہ رنگ
غافل کو میرے شیشے پہ مے کا گمان ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا
آوے نہ کیوں پسند، کہ ٹھنڈا مکان ہے

کیا خوب، تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا
بس چُپ رہو، ہمارے بھی منہ میں زبان ہے

بیٹھا ہے جو کہ سایۂ دیوارِ یار میں
فرمانروائے کشورِ ہندوستان ہے

ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا
کس سے کہوں کہ داغِ جگر کا نشان ہے

ہے بارے اعتمادِ وفاداری اس قدر
غالب ہم اس میں خوش ہیں، کہ نامہربان ہے

درد سے میرے ہے تجھ کو بے قراری ہائے ہائے
کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری ہائے ہائے

تیرے دل میں گر، نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ
تو نے پھر کیوں کی تھی میری غمگساری ہائے ہائے

کیوں مری غم خوارگی کا تجھ کو آیا تھا خیال
دشمنی اپنی تھی میری دوستداری ہائے ہائے

http://muftbooks.blogspot.com/

عمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا تو کیا
عمر کو بھی تو نہیں ہے پایداری ہائے ہائے

زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی
یعنی تجھ سے تھی اسے ناسازگاری ہائے ہائے

گل فشانی ہائے نازِ جلوہ کو کیا ہو گیا
خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری ہائے ہائے

شرمِ رسوائی سے، جا چھپنا نقابِ خاک میں
ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری ہائے ہائے

خاک میں ناموسِ پیمانِ محبت مل گئی
اُٹھ گئی دنیا سے راہ و رسمِ یاری ہائے ہائے

ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا
دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری ہائے ہائے

کس طرح کاٹے کوئی، شب ہائے تارِ برشکال
ہے نظر خُو کردۂ اختر شماری، ہائے ہائے

گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال
ایک دل، تِس پر یہ نا اُمید واری، ہائے ہائے

عشق نے پکڑا نہ تھا، غالب، ابھی وحشت کا رنگ
رہ گیا، تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری، ہائے ہائے

http://muftbooks.blogspot.com/

سر گشتگی میں، عالمِ ہستی سے یاس ہے
تسکیں کو دے نوید، کہ مرنے کی آس ہے

لیتا نہیں مرے دلِ آوارہ کی خبر
اب تک وہ جانتا ہے، کہ میرے ہی پاس ہے

کیجے بیاں سُرورِ تبِ غم کہاں تلک
ہر مُو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے

ہے وہ غرورِ حسن سے بیگانۂ وفا
ہر چند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے

پی، جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب
اِس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے

ہر اک مکان کو ہے مکیں سے شرف، اسد
مجنوں جو مر گیا ہے، تو جنگل اُداس ہے

گر خامشی سے فائدہ، اخفائے حال ہے
خوش ہوں، کہ میری بات سمجھنی محال ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلا
دل فردِ جمع و خرچ زباں ہائے لال ہے

کس پردے میں ہے آئینہ پرداز، اے خدا
رحمت، کہ عذر خواہ لبِ بے سوال ہے

ہے ہے، خدا نخواستہ، وہ اور دشمنی
اے شوق، منفعل، یہ تجھے کیا خیال ہے

مشکیں لباسِ کعبہ، علی کے قدم سے جان
نافِ زمین ہے، نہ کہ نافِ غزال ہے

وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا
دریا زمین کو عرقِ انفعال ہے

ہستی کے مت فریب میں آجائیو، اسد
عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے

تم اپنے شکوے کی باتیں، نہ کھود کھود کے پوچھو
حذر کرو مرے دل سے، کہ اس میں آگ دبی ہے

دلا، یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے، کہ آخر
نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہِ نیم شبی ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا، سو بھی مٹ گیا
ظاہرا کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے

جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں
ہم نہیں جلتے، نفس ہر چند آتش بار ہے

آگ سے، پانی میں بجھتے وقت، اُٹھتی ہے صدا
ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے

ہے وہی بدمستیِ ہر ذرہ کا خود عذر خواہ
جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے

مجھ سے مت کہہ، تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی
زندگی سے بھی مرا جی اِن دنوں بیزار ہے

آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے، کہ تا
تجھ پہ کھل جاوے، کہ اِسکو حسرتِ دیدار ہے

پینس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے
کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے

http://muftbooks.blogspot.com/

مری ہستی فضائے حیرت آبادِ تمنا ہے
جسے کہتے ہیں نالہ وہ اسی عالم کا عنقا ہے

خزاں کیا، فصلِ گل کہتے ہیں کسکو، کوئی موسم ہو
وہی ہم ہیں، قفس ہے، اور ماتم بال و پر کا ہے

وفائے دلبراں ہے اتفاقی، ورنہ، اے ہمدم
اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا، کس نے دیکھا ہے

نہ لائی شوخی اندیشہ تابِ رنجِ نومیدی
کف افسوس ملنا عہدِ تجدیدِ تمنا ہے

رحم کر، ظالم، کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے
نبضِ بیمارِ وفا، دُودِ چراغِ کشتہ ہے

دل لگی کی آرزو، بےچین رکھتی ہے ہمیں
ورنہ یاں بے رونقی، سودِ چراغِ کشتہ ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

چشمِ خوباں خامُشی میں بھی نوا پرداز ہے
سرمہ، تو کہوے، کہ دُودِ شعلۂ آواز ہے

پیکرِ عُشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے
نالہ گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے

دست گاہِ دیدۂ خونبارِ مجنوں دیکھنا
یک بیاباں جلوۂ گل، فرشِ پا انداز ہے

عشق مجھ کو نہیں، وحشت ہی سہی
میری وحشت، تری شہرت ہی سہی

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

میرے ہونے میں، ہے کیا رُسوائی
اے، وہ مجلس نہیں، خلوت ہی سہی

ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے
غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی

http://muftbooks.blogspot.com/

اپنی ہستی ہی سے ہو، جو کچھ ہو
آگہی گر نہیں، غفلت ہی سہی

عمر ہر چند کہ ہے برق خرام
دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی

ہم کوئی ترک وفا کرتے ہیں
نہ سہی عشق، مصیبت ہی سہی

کچھ تو دے، اے فلکِ ناانصاف
آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

یار سے چھیڑ چلی جائے، اسد
گر نہیں وصل، تو حسرت ہی سہی

ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے
صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے

ڈھونڈے ہے اُس مغنّیِ آتش نفس کو جی
جس کی صدا ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے

http://muftbooks.blogspot.com/

مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال
تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے

کرتا ہے بسکہ باغ میں تو بے حجابیاں
آنے لگی ہے نکہتِ گل سے حیا مجھے

کھلتا کسی پہ کیوں، مرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رُسوا کیا مجھے

۱۵۱

زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری، غالب
ہم بھی کیا یاد کریں گے، کہ خدا رکھتے تھے

۱۵۲

اُس بزم میں، مجھے نہیں بنتی حیا کیے
بیٹھا رہا، اگرچہ اشارے ہوا کیے

دل ہی تو ہے، سیاست درباں سے ڈر گیا
میں، اور جاؤں در سے ترے، بن صدا کیے

رکھتا پھروں ہوں، خرقہ و سجادہ رہنِ مے
مدت ہوئی ہے، دعوت آب و ہوا کیے

http://muftbooks.blogspot.com/

بے صرفہ ہی گزرتی ہے، ہو گرچہ عمر خضر
حضرت بھی کل کہیں گے، کہ ہم کیا کیا کیے

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ، اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کیے

کس روز تہمتیں نہ تراشا کیے عدو
کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے

صحبت میں غیر کی، نہ پڑی ہو کہیں یہ خو
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے

ضد کی ہے اور بات، مگر خو بری نہیں
بھولے سے اُس نے سینکڑوں وعدے وفا کیے

غالب، تمہیں کہو، کہ ملے گا جواب کیا
مانا، کہ تم کہا کیے اور وہ سنا کیے

رفتارِ عمر، قطع رہِ اضطراب ہے
اس سال کے حساب کو، برق آفتاب ہے

مینائے مے ہے سرو، نشاطِ بہار سے
بالِ تدرو جلوۂ موجِ شراب ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا
نے بھاگنے کی گوں، نہ اقامت کی تاب ہے

جادادِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت
غافل گماں کرے ہے، کہ گیتی خراب ہے

نظارہ کیا حریف ہو، اُس برقِ حسن کا
جوشِ بہار، جلوہ کو جس کے نقاب ہے

میں نامراد دل کی تسلی کو کیا کروں
مانا، کہ تیرے رُخ سے نگہ کامیاب ہے

گزرا اسد، مسرتِ پیغامِ یار سے
قاصد پہ مجھ کو رشکِ سوال و جواب ہے

دیکھنا قسمت، کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے
میں اُسے دیکھوں، بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے
آبگینہ، تندیِ صہبا سے، پگھلا جائے ہے

غیر کو، یارب، وہ کیوں کر منعِ گستاخی کرے
گر حیا بھی اس کو آتی ہے، تو شرما جائے ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

شوق کو یہ لت، کہ ہر دم نالہ کھینچے جائیے
دل کی وہ حالت، کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے

دور چشمِ بد، تری بزمِ طرب سے، واہ، واہ
نغمہ ہو جاتا ہے، واں گر نالہ میرا جائے ہے

گرچہ ہے طرزِ تغافل، پردہ دارِ رازِ عشق
پر ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں، کہ وہ پا جائے ہے

اُس کی بزم آرائیاں سن کر، دلِ رنجور، یاں
مثلِ نقشِ مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے

ہو کے عاشق، وہ پری رُخ، اور نازک بن گیا
رنگ کھلتا جائے ہے، جتنا کہ اُڑتا جائے ہے

نقش کو اُس کے، مصور پر بھی کیا کیا ناز ہیں
کھینچتا ہے جس قدر، اُتنا ہی کھنچتا جائے ہے

سایہ میرا، مجھ سے مثلِ دُود بھاگے ہے، اسد
پاس مجھ آتش بجاں کے، کس سے ٹھہرا جائے ہے

گرمِ فریاد رکھا، شکلِ نہالی نے مجھے
تب امساں ہجر میں دی، بردِ لیالی نے مجھے

http://muftbooks.blogspot.com/

نسیہ و نقدِ دوعالم کی حقیقت معلوم
لے لیا مجھ سے، مری ہمتِ عالی نے مجھے

کثرت آرائیِ وحدت، ہے پرستاریِ وہم
کر دیا کافر، اِن اصنامِ خیالی نے مجھے

ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا
عجب آرام دیا، بے پر و بالی نے مجھے

۱۵۶

کار گاہِ ہستی میں، لالہ داغ ساماں ہے
برقِ خرمنِ راحت، خونِ گرم دہقاں ہے

غنچہ تا شگفتن ہا، برگِ عافیت معلوم
باوجودِ دلجمعی، خوابِ گل پریشاں ہے

ہم سے رنجِ بے تابی کس طرح اُٹھایا جائے
داغ پشتِ دستِ عجز، شعلہ خس بہ دنداں ہے

۱۵۷

اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ، غالب
ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

سادگی پر اُس کی، مر جانے کی حسرت، دل میں ہے
بس نہیں چلتا، کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے

دیکھنا تقریر کی لذت، کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا، کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

گرچہ ہے کس کس برائی سے، ولے با ایں ہمہ
ذکر میرا، مجھ سے بہتر ہے، کہ اُس محفل میں ہے

بس، ہجومِ نا اُمیدی، خاک میں مل جائے گی
یہ جو اک لذت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے

رنجِ رہ کیوں کھینچیے، واماندگی کو عشق ہے
اُٹھ نہیں سکتا، ہمارا جو قدم منزل میں ہے

جلوہ زارِ آتشِ دوزخ، ہمارا دل سہی
فتنۂ شورِ قیامت، کس کی آب و گِل میں ہے

•

ہے دلِ شوریدۂ غالب، طلسمِ پیچ و تاب
رحم کر اپنی تمنا پر، کہ کس مشکل میں ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

دل سے تری نگاہ جگر تک اُتر گئی
دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی

شق ہو گیا ہے سینہ، خوشا لذتِ فراغ
تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی

وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں
اُٹھیے بس اب، کہ لذتِ خوابِ سحر گئی

اُڑتی پھرے ہے خاک مری، کوئے یار میں
بارے اب اے ہوا، ہوسِ بال و پر گئی

دیکھو تو، دلفریبیِ اندازِ نقش پا
موجِ خرامِ یار بھی، کیا گل کتر گئی

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروے شیوۂ اہلِ نظر گئی

نظارے نے بھی، کام کیا واں نقاب کا
مستی سے ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی

فردا و دی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا
کل تم گئے، کہ ہم پہ قیامت گذر گئی

http://muftbooks.blogspot.com/

مارا زمانے نے، اسد اللہ خاں، تمہیں
وہ ولولے کہاں، وہ جوانی کدھر گئی

۱۶۰

تسکیں کو ہم نہ روئیں جو ذوقِ نظر ملے
حورانِ خلد میں تری صورت مگر ملے

اپنی گلی میں، مجھ کو نہ کر دفن، بعدِ قتل
میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے

ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم
ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مے، جس قدر ملے

تجھ سے تو کچھ کلام نہیں، لیکن اے ندیم
میرا سلام کہیو، اگر نامہ بر ملے

تم کو بھی ہم دکھائیں، کہ مجنوں نے کیا کیا
فرصت کشاکشِ غمِ پنہاں سے گر ملے

لازم نہیں، کہ خضر کی ہم پیروی کریں
مانا، کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے

اے ساکنانِ کوچۂ دلدار، دیکھنا
تم کو کہیں جو غالبِ آشفتہ سر ملے

http://muftbooks.blogspot.com/

کوئی دن، گر زندگانی اور ہے
اپنے جی میں ہم نے ٹھانی اور ہے

آتشِ دوزخ میں، یہ گرمی، کہاں
سوزِ غم ہائے نہانی اور ہے

بارہا دیکھی ہیں اُن کی رنجشیں
پر کچھ اب کے سر گرانی اور ہے

دے کے خط، منھ دیکھتا ہے نامہ بر
کچھ تو پیغامِ زبانی اور ہے

قاطعِ اعمار، ہیں اکثر نجوم
وہ بلائے آسمانی اور ہے

ہو چکیں، غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگِ ناگہانی اور ہے

کوئی اُمید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی

http://muftbooks.blogspot.com/

موت کا ایک دن مُعیّن ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد
پر طبیعت اِدھر نہیں آتی

ہے کچھ ایسی ہی بات، جو چپ ہوں
ورنہ کیا بات کر نہیں آتی

کیوں نہ چیخوں، کہ یاد کرتے ہیں
میری آواز گر نہیں آتی

داغِ دل گر نظر نہیں آتا
بُو بھی اے چارہ گر نہیں آتی

ہم وہاں ہیں، جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی
موت آتی ہے، پر نہیں آتی

کعبے کس منہ سے جاؤ گے، غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

http://muftbooks.blogspot.com/

دلِ ناداں، تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی، یہ ماجرا کیا ہے

میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں
کاش، پوچھو، کہ مدعا کیا ہے

قطعہ

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں
غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے

شکنِ زلفِ عنبریں کیوں ہے
نگہِ چشمِ سرمہ سا کیا ہے

سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں
ابر کیا چیز ہے، ہوا کیا ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

ہم کو اُن سے، وفا کی ہے اُمید
جو نہیں جانتے، وفا کیا ہے

ہاں بھلا کر، ترا بھلا ہو گا
اور درویش کی صدا کیا ہے

جان تم پر نثار کرتا ہوں
مین نہیں جانتا، دعا کیا ہے

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب
مفت ہاتھ آئے، تو بُرا کیا ہے

کہتے تو ہو تم سب، کہ بتِ غالیہ مُو آئے
ایک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ، وُو آئے

ہوں کشمکشِ نزع میں، ہاں جذبِ محبت
کچھ کہہ نہ سکوں، پر وہ مرے پوچھنے کو آئے

ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم
آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں، گو آئے

ظاہر ہے، کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین
ہاں، منہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے

http://muftbooks.blogspot.com/

جلاد سے ڈرتے ہیں، نہ واعظ سے جھگڑتے
ہم سمجھے ہوئے ہیں اُسے، جس بھیس میں جو آئے

ہاں اہلِ طلب، کون سنے طعنۂ نایافت
دیکھا، کہ وہ ملتا نہیں، اپنے ہی کو کھو آئے

اپنا نہیں وہ شیوہ، کہ آرام سے بیٹھیں
اُس در پہ نہیں بار، تو کعبے ہی کو ہو آئے

کی ہم نفسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر
اچھے رہے آپ اُس سے، مگر مجھ کو ڈبو آئے

اُس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے، غالب
ہم بھی گئے واں، اور تری تقدیر کو رو آئے

پھر کچھ اک دل کو بیقراری ہے
سینہ جویاے زخمِ کاری ہے

پھر جگر کھودنے لگا ناخن
آمدِ فصلِ لالہ کاری ہے

قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز
پھر وہی پردۂ عماری ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

چشم، دلالِ جنسِ رسوائی
دل خریدارِ ذوقِ خواری ہے

وہی صد رنگ نالہ فرسائی
وہی صد گونہ اشک باری ہے

دل ہوائے خرامِ ناز سے، پھر
محشرستانِ بے قراری ہے

جلوہ پھر عرضِ ناز کرتا ہے
روز بازارِ جاں سپاری ہے

پھر اُسی بے وفا پہ مرتے ہیں
پھر وہی زندگی ہماری ہے

قطعہ

پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز
گرم بازارِ فوجداری ہے

ہو رہا ہے جہان میں اندھیر
زُلف کی پھر سرشتہ داری ہے

پھر دیا پارۂ جگر نے سوال
ایک فریاد و آہ و زاری ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طلب
اشک باری کا حکم جاری ہے

دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا
آج پھر اس کی روبکاری ہے

بے خودی بے سبب نہیں، غالب
کچھ تو ہے، جس کی پردہ داری ہے

۱۶۶

جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو، گر شادمانی کی
نمک پاشِ خراشِ دل ہے، لذت زندگانی کی

کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعیِ آزادی
ہوئی زنجیر، موجِ آب کو فرصت روانی کی

پس از مُردن بھی، دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے
شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی

۱۶۷

نکوہش ہے سزا، فریادیِ بیدادِ دلبر کی
مبادا خندۂ دنداں نما ہو صبح محشر کی

http://muftbooks.blogspot.com/

رگِ لیلیٰ کو خاکِ دشتِ مجنوں، ریشگی بخشے
اگر بودے بجائے دانہ دہقاں، نوکِ نشتر کی

پرِ پروانہ، شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا
ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی

کروں بے داد ذوقِ پر فشانی عرض، کیا قدرت
کہ طاقت اُڑ گئی، اُڑنے سے پہلے، میرے شہپر کی

کہاں تک روؤں اسکے خیمے کے پیچھے قیامت ہے
مری قسمت میں، یارب، کیا نہ تھی دیوار پتھر کی

بے اعتدالیوں سے، سبک سب میں ہم ہوئے
جتنے زیادہ ہو گئے، اُتنے ہی کم ہوئے

پنہاں تھا دام سخت، قریب آشیان کے
اُڑنے نہ پائے تھے، کہ گرفتار ہم ہوئے

ہستی ہماری، اپنی فنا پر دلیل ہے
یاں تک مٹے، کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے

سختی کشانِ عشق کی، پوچھے ہے کیا خبر
وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے

http://muftbooks.blogspot.com/

تیری وفا سے کیا ہو تلافی، کہ دہر میں
تیرے سوا بھی، ہم پہ بہت سے ستم ہوئے

لکھتے رہے، جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں
ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

اللہ ری تیری تندیِ خُو، جس کے بیم سے
اجزاے نالہ دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے

اہلِ ہوس کی فتح ہے، ترکِ نبردِ عشق
جو پانؤ اُٹھ گئے، وہی اُن کے علم ہوئے

نالے عدم میں چند ہمارے سپرد تھے
جو واں نہ کھچ سکے، سو وہ یاں آکے دم ہوئے

چھوڑی، اسد، نہ ہم نے گدائی میں دل لگی
سائل ہوئے، تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے

جو نہ نقدِ داغِ دل کی، کرے شعلہ پاسبانی
تو فسردگی نہاں ہے، بہ کمینِ بے زبانی

مجھے اُس سے کیا توقع، بہ زمانۂ جوانی
کبھی کودکی میں جس نے، نہ سنی مری کہانی

http://muftbooks.blogspot.com/

یوں ہی دُکھ کسی کو دینا نہیں خوب، ورنہ کہتا
کہ، مرے عدو کو، یارب، ملے میری زندگانی

۱۷۰

ظلمت کدے میں میرے، شبِ غم کا جوش ہے
اک شمع ہے دلیلِ سحر، سو خموش ہے

نے مژدۂ وصال، نہ نظارۂ جمال
مدت ہوئی، کہ آشتیِ چشم و گوش ہے

مے نے کیا ہے، حسنِ خود آرا کو، بے حجاب
اے شوق، یاں اجازتِ تسلیمِ ہوش ہے

گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا
کیا اَوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے

دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست
بزمِ خیال، مے کدۂ بے خروش ہے

قطعہ

اے تازہ وار دانِ بساطِ ہوائے دل
زنہار، اگر تمہیں ہوسِ نامے و نوش ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

دیکھو مجھے، جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو، جو گوشِ نصیحت نیوش ہے

ساقی، بہ جلوہ، دشمنِ ایمان و آگہی
مطرب، بہ نغمہ، رہزنِ تمکین و ہوش ہے

یا شب کو دیکھتے تھے، کہ ہر گوشۂ بساط
دامانِ باغبان و کفِ گل فروش ہے

لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ
یہ جنتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے

یا صبح دم جو دیکھیے آکر، تو بزم میں
نے وہ سرور و سوز، نہ جوش و خروش ہے

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی ہے، سو وہ بھی خموش ہے

آتے ہیں غیب سے، یہ مضامیں خیال میں
غالب، صریرِ خامہ نوائے سروش ہے

آ، کہ مری جان کو قرار نہیں ہے
طاقتِ بے دادِ انتظار نہیں ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

دیتے ہیں جنت، حیاتِ دہر کے بدلے
نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے

گریہ نکالے ہے تری بزم سے، مجھ کو
ہائے، کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے

ہم سے، عبث ہے، گمانِ رنجشِ خاطر
خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے

دل سے اُٹھا لطفِ جلوہ ہائے معانی
غیرِ گل، آئینۂ بہار نہیں ہے

قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے
واے، اگر عہد استوار نہیں ہے

تو نے قسم میکشی کی کھائی ہے، غالب
تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے

ہجومِ غم سے، یاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے
کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے

رفوے زخم سے مطلب ہے لذت زخمِ سوزن کی
سمجھیو مت، کہ پاسِ درد سے، دیوانہ غافل ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے، غالب
چٹکنا غنچۂ گل کا، صدائے خندۂ دل ہے

۱۷۳

پا بہ دامن ہو رہا ہوں، بس کہ میں صحرا نورد
خارِ پا ہیں جوہرِ آئینۂ زانو مجھے

دیکھنا حالت مرے دل کی، ہم آغوشی کے وقت
ہے نگاہِ آشنا، تیرا سرِ ہر مُو، مجھے

ہوں سراپا سازِ آہنگِ شکایت، کچھ نہ پوچھ
ہے یہی بہتر، کہ لوگوں میں نہ چھیڑے تُو مجھے

۱۷۴

جس بزم میں، تُو ناز سے، گفتار میں آوے
جاں، کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے

سایے کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر
تُو اس قدِ دلکش سے، جو گلزار میں آوے

تب نازِ گراں مایگیِ اشک بجا ہے
جب لختِ جگر دیدۂ خونبار میں آوے

http://muftbooks.blogspot.com/

دے مجھ کو شکایت کی اجازت، کہ ستم گر
کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے

اُس چشمِ فسوں گر کا، اگر پائے اشارا
طوطی کی طرح آئینہ گفتار میں آوے

کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب
اک آبلہ پا وادیِ پُر خار میں آوے

مر جاؤں نہ کیوں رشک سے، جب وہ تنِ نازک
آغوشِ خمِ حلقۂ زُنار میں آوے

غارت گرِ ناموس نہ ہو، گر ہوسِ زر
کیوں شاہدِ گل، باغ سے بازار میں آوے

تب چاکِ گریباں کا مزا ہے، دلِ ناداں
جب اک نفَس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے

آتش کدہ ہے سینہ مرا، رازِ نہاں سے
اے وائے، اگر معرضِ اظہار میں آوے

گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے
جو لفظ کہ غالب، مرے اشعار میں آوے

http://muftbooks.blogspot.com/

حسنِ مہ، گرچہ بہ ہنگامِ کمال، اچھا ہے
اُس سے میرا مہِ خورشید جمال اچھا ہے

بوسہ دیتے نہیں، اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
جی میں کہتے ہیں، کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے

اور بازار سے لے آئے، اگر ٹوٹ گیا
ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے

بے طلب دیں، تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے
وہ گدا، جس کو نہ ہو خوئے سوال، اچھا ہے

اُن کے دیکھے سے، جو آجاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں، کہ بیمار کا حال اچھا ہے

دیکھیے، پاتے ہیں عشاق، بتوں سے کیا فیض
اک برہمن نے کہا ہے، کہ یہ سال اچھا ہے

ہم سخن تیشے نے فرہاد کو، شیریں سے کیا
جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے

قطرہ دریا میں جو مل جائے، تو دریا ہو جائے
کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

خضر سلطاں کو رکھے، خالقِ اکبر سرسبز
شاہ کے باغ میں، یہ تازہ نہال اچھا ہے

ہم کو معلوم ہے، جنت کی حقیقت، لیکن
دل کے خوش رکھنے کو، غالب، یہ خیال اچھا ہے

نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی، نہ سہی
امتحاں اور بھی باقی ہو، تو یہ بھی نہ سہی

خارِ خارِ المِ حسرتِ دیدار تو ہے
شوق، گلچینِ گلستانِ تسلی نہ سہی

مے پرستاں، خمِ مے منھ سے لگائے ہی بنے
ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی

نفسِ قیس، کہ ہے چشم و چراغِ صحرا
گر نہیں شمعِ سیہ خانۂ لیلی، نہ سہی

ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی

نہ ستایش کی تمنا، نہ صلے کی پروا
گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی، نہ سہی

http://muftbooks.blogspot.com/

عشرتِ صحبتِ خوباں ہی غنیمت سمجھو
نہ ہوئی، غالبؔ، اگر عمرِ طبیعی، نہ سہی

عجب نشاط سے، جلاد کے، چلے ہیں ہم، آگے
کہ اپنے سائے سے سر، پانو سے ہے دو قدم آگے

قضا نے تھا مجھے چاہا، خرابِ بادۂ اُلفت
فقط، خراب، لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے

غمِ زمانہ نے جھاڑی، نشاطِ عشق کی مستی
وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذتِ الم، آگے

خدا کے واسطے، داد اس جنونِ شوق کی دینا
کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم، آگے

یہ عمر بھر جو پریشانیاں اُٹھائی ہیں، ہم نے
تمہارے آئیو، اے طرہ ہائے خم بہ خم، آگے

دل و جگر میں پر افشاں، جو ایک موجۂ خوں ہے
ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اِسکو، دم آگے

قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں، غالبؔ
ہمیشہ کھاتے تھے جو، میری جان کی قسم، آگے

http://muftbooks.blogspot.com/

شکوے کے نام سے، بے مہر خفا ہوتا ہے
یہ بھی مت کہہ، کہ جو کہیے، تو گلا ہوتا ہے

پُر ہوں میں شکوے سے یوں، راگ سے جیسے باجا
اک ذرا چھیڑیے، پھر دیکھیے، کیا ہوتا ہے

گو سمجھتا نہیں، پر حسنِ تلافی دیکھو
شکوۂ جور سے، سرگرمِ جفا ہوتا ہے

عشق کی راہ میں، ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال
سست رو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے

کیوں نہ ٹھہریں ہدفِ ناوکِ بیداد، کہ ہم
آپ اُٹھا لاتے ہیں، گر تیر خطا ہوتا ہے

خوب تھا، پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ
کہ بھلا چاہتے ہیں اور بُرا ہوتا ہے

نالہ جاتا تھا، پرے عرش سے میرا، اور اب
لب تک آتا ہے، جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

قطعہ

خامہ میرا، کہ وہ ہے بارَبدِ بزمِ سخن
شاہ کی مدح میں، یوں نغمہ سرا ہوتا ہے

اے شہنشاہِ کواکب سپہ و مہر علم
تیرے اکرام کا حق، کس سے ادا ہوتا ہے

سات اِقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے
تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے

ہر مہینے میں، جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال
آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے

میں جو گستاخ ہوں آئینِ غزل خوانی میں
یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے

رکھیو، غالب، مجھے اس تلخنوائی میں معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم، کہ تو کیا ہے
تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا
کوئی بتاؤ، کہ وہ شوخِ تُند خُو کیا ہے

یہ رشک ہے، کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے
وگرنہ خوفِ بد آموزیِ عدو کیا ہے

چپک رہا ہے بدن پر، لہو سے، پیراہن
ہماری جیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے

جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ، جستجو کیا ہے

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا، تو پھر لہو کیا ہے

وہ چیز، جس کے لئے ہم کو ہو، بہشت عزیز
سوائے بادۂ گلفامِ مشک بو، کیا ہے

پیوں شراب، اگر خُم بھی دیکھ لوں دوچار
یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے

رہی نہ طاقتِ گفتار، اور اگر ہو بھی
تو کس اُمید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے

ہوا ہے شہہ کا مصاحب، پھرے ہے اِتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

میں اُنہیں چھیڑوں ، اور کچھ نہ کہیں
چل نکلتے ، جو مے پیے ہوتے

قہر ہو ، یا بلا ہو ، جو کچھ ہو
کاش کے ، تم مرے لیے ہوتے

میری قسمت میں غم گر اتنا تھا
دل بھی ، یارب ، کئی دیے ہوتے

آ ہی جاتا وہ راہ پر ، غالب
کوئی دن اور بھی جیے ہوتے

غیر لیں محفل میں ، بوسے جام کے
ہم رہیں یوں تشنہ لب ، پیغام کے

خستگی کا تم سے کیا شکوہ ، کہ یہ
ہتھکنڈے ہیں چرخِ نیلی فام کے

خط لکھیں گے ، گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں ، تمہارے نام کے

http://muftbooks.blogspot.com/

رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم
دھوئے دھبے جامۂ اِحرام کے

دل کو آنکھوں نے پھنسایا، کیا مگر
یہ بھی حلقے ہیں تمہارے دام کے

شاہ کے ہے غسلِ صحت کی خبر
دیکھیے، کب دن پھریں حمام کے

عشق نے، غالب، نکما کردیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

پھر اس انداز سے بہار آئی
کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی

دیکھو، اے ساکنانِ خطۂ خاک
اِس کو کہتے ہیں عالم آرائی

کہ زمیں ہوگئی ہے، سر تاسر
رُوکشِ سطحِ چرخِ مینائی

سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی
بن گیا رُوے آب پر کائی

http://muftbooks.blogspot.com/

سبزہ و گل کے دیکھنے کے لیے
چشم نرگس کو دی ہے بینائی

ہے ہوا میں شراب کی تاثیر
بادہ نوشی ہے باد پیمائی

کیوں نہ دنیا کو ہو خوشی، غالب
شاہِ دیندار نے شفا پائی

۱۸۳

تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے
اگر پہلو تہی کیجے، تو جا میری بھی خالی ہے

رہا آباد عالم، اہلِ ہمت کے نہ ہونے سے
بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، میخانہ خالی ہے

۱۸۴

کب وہ سنتا ہے کہانی میری
اور پھر وہ بھی زبانی میری

خلشِ غمزۂ خونریز نہ پوچھ
دیکھ خونابہ فشانی میری

http://muftbooks.blogspot.com/

کیا بیاں کر کے مرا روئیں گے یار
مگر آشفتہ بیانی میری

ہوں ز خود رفتۂ بیدائے خیال
بھول جانا ہے، نشانی میری

متقابل ہے، مقابل میرا
رُک گیا، دیکھ روانی میری

قدرِ سنگ سرِ رہ رکھتا ہوں
سخت ارزاں ہے، گرانی میری

گرد بادِ رہِ بے تابی ہوں
صرصرِ شوق ہے بانی میری

دہن اُس کا، جو نہ معلوم ہوا
کھل گئی ہیچ مدانی میری

کر دیا ضعف نے عاجز، غالب
ننگِ پیری ہے، جوانی میری

نقشِ نازِ بتِ طناز، بہ آغوشِ رقیب
پائے طاؤس پے خامۂ مانی مانگے

http://muftbooks.blogspot.com/

تو وہ بدخو، کہ تحیر کو تماشا جانے
غم وہ افسانہ، کہ آشفتہ بیانی مانگے

وہ تپ عشقِ تمنا ہے، کہ پھر صورتِ شمع
شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے

۱۸۶

گلشن کو تری صحبت، از بس کہ خوش آئی ہے
ہر غنچہ کا گل ہونا، آغوش کشائی ہے

واں کنگرِ استغنا، ہر دم ہے بلندی پر
یاں نالے کو اور الٹا، دعوائے رسائی ہے

از بسکہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے
جو داغ نظر آیا اک چشم نمائی ہے

۱۸۷

جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر، رفو کی
لکھ دیجیو، یارب، اسے قسمت میں عدو کی

اچھا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصور
دل میں نظر آتی تو ہے، اک بوند لہو کی

http://muftbooks.blogspot.com/

کیوں ڈرتے ہو، عشاق کی بے حوصلگی سے
یاں تو کوئی سنتا نہیں فریاد کسو کی

دشنے نے کبھی منھ نہ لگایا ہو جگر کو
خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی

صد حیف وہ ناکام، کہ اک عمر سے، غالب
حسرت میں رہے ایک بتِ عربدہ جُو کی

۱۸۸

سیماب پشت گرمیِ آئینہ دے ہے، ہم
حیراں کئے ہوئے ہیں دلِ بے قرار کے

آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے
اے عندلیب، چل، کہ چلے دن بہار کے

۱۸۹

ہے وصل ہجر، عالم تمکین و ضبط میں
معشوقِ شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیے

اُس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو، ہاں
شوقِ فضول و جرأتِ رندانہ چاہیے

http://muftbooks.blogspot.com/

چاہیے اچھوں کو جتنا چاہیے
یہ اگر چاہیں، تو پھر کیا چاہیے

صحبتِ رنداں سے، واجب ہے حذر
جامے مے اپنے کو کھینچا چاہیے

چاہنے کو تیرے کیا سمجھا تھا دل
بارے، اب اس سے بھی سمجھا چاہیے

چاک مت کر جیب، بے ایامِ گل
کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے

دوستی کا پردہ، ہے بیگانگی
منھ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے

دشمنی نے میری کھویا غیر کو
کس قدر دشمن ہے، دیکھا چاہیے

اپنی رُسوائی میں کیا چلتی ہے سعی
یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے

منحصر مرنے پہ ہو، جس کی اُمید
نا اُمیدی اُس کی، دیکھا چاہیے

http://muftbooks.blogspot.com/

غافل، ان ماہ طلعتوں کے واسطے
چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

چاہتے ہیں خوبرویوں کو اسد
آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے

ہر قدم دوری منزل ہے نمایاں مجھ سے
میری رفتار سے بھاگے ہے، بیاباں مجھ سے

درسِ عنوانِ تماشا، بہ تغافل خوشتر
ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے

وحشت آتشِ دل سے، شبِ تنہائی میں
صورتِ دود، رہا سایہ گریزاں مجھ سے

غمِ عشاق نہ ہو، سادگی آموزِ بتاں
کس قدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے

اثرِ آبلہ سے، جادۂ صحرائے جنوں
صورتِ رشتۂ گوہر ہے چراغاں مجھ سے

بے خودی بستر تمہیدِ فراغت ہو جو
پُر ہے سائے کی طرح، میرا شبستاں مجھ سے

http://muftbooks.blogspot.com/

شوقِ دیدار میں، گر تُو مجھے گردن مارے
ہو نگہ، مثلِ گلِ شمع، پریشاں مجھ سے

بے کسی ہائے شبِ ہجر کی وحشت، ہے، ہے
سایہ خورشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے

گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں، تجھ سے
آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں، مجھ سے

نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے، اسد
ہے چراغاں، خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے

نکتہ چیں ہے، غمِ دل اُس کو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات، جہاں بات بنائے نہ بنے

میں بلاتا تو ہوں اُس کو، مگر اے جذبۂ دل
اُس پہ بن جائے کچھ ایسی، کہ بن آئے نہ بنے

کھیل سمجھا ہے کہیں چھوڑ نہ دے، بھول نہ جائے
کاش، یوں بھی ہو، کہ بِن میرے ستائے نہ بنے

غیر پھرتا ہے، لیے یوں ترے خط کو، کہ اگر
کوئی پوچھے، کہ یہ کیا ہے، تو چھپائے نہ بنے

http://muftbooks.blogspot.com/

اِس نزاکت کا بُرا ہو، وہ بھلے ہیں، تو کیا
ہاتھ آویں، تو اُنہیں ہاتھ لگائے نہ بنے

کہہ سکے کون، کہ یہ جلوہ گری کس کی ہے
پردہ چھوڑا ہے وہ اُس نے، کہ اُٹھائے نہ بنے

موت کی راہ نہ دیکھوں، کہ بِن آئے نہ رہے
تم کو چاہوں، کہ نہ آؤ، تو بلائے نہ بنے

بوجھ وہ سر سے گرا ہے، کہ اُٹھائے نہ اُٹھے
کام وہ آن پڑا ہے، کہ بنائے نہ بنے

عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش، غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بُجھائے نہ بنے

چاک کی خواہش، اگر وحشت بہ عریانی کرے
صبح کی مانند، زخمِ دم گریبانی کرے

جلوے کا تیرے وہ عالم ہے، کہ گر کیجے خیال
دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے

ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب، کب تلک
آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

میکدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست
مُوے شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے

خطِ عارض سے، لکھا ہے زلف کو اُلفت نے، عہد
یک قلم منظور ہے، جو کچھ پریشانی کرے

وہ آکے خواب میں، تسکینِ اضطراب تو دے
ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے

کرے ہے قتل، لگاوٹ میں تیرا رو دینا
تری طرح کوئی تیغِ نگہ کو آب تو دے

دکھا کے جنبشِ لب ہی، تمام کر ہم کو
نہ دے جو بوسہ، تو منھ سے کہیں جواب تو دے

پلا دے اوک سے، ساقی جو ہم سے نفرت ہے
پیالہ گر نہیں دیتا، نہ دے، شراب تو دے

اسدؔ، خوشی سے مرے ہاتھ پانؤ پھول گئے
کہا جو اُس نے، ذرا میرے پانؤ داب تو دے

http://muftbooks.blogspot.com/

تپش سے میری، وقفِ کشمکش، ہر تارِ بستر ہے
مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے

سرشکِ سر بہ صحرا دادہ، نورالعینِ دامن ہے
دلِ بے دست و پا افتادہ، برخوردارِ بستر ہے

خوشا اقبالِ رنجوری، عیادت کو تم آئے ہو
فروغِ شمعِ بالیں، طالعِ بیدارِ بستر ہے

بہ طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی
شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر تارِ بستر ہے

ابھی آتی ہے بو، بالش سے، اُس کی زلفِ مشکیں کی
ہماری دید کو، خوابِ زلیخا، عارِ بستر ہے

کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے، ہجرِ یار میں، غالب
کہ بے تابی سے، ہر اک تارِ بستر خار بستر ہے

خطر ہے، رشتۂ اُلفت رگِ گردن نہ ہو جاوے
غرورِ دوستی آفت ہے، تُو دشمن نہ ہو جاوے

http://muftbooks.blogspot.com/

سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشو و نما، غالب
اگر گل، سرو کے قامت پہ، پیراہن نہ ہو جاوے

فریاد کی کوئی لَے نہیں ہے
نالہ پابندِ نَے نہیں ہے

کیوں بوتے ہیں باغبان تو بے
گر باغ گدائے مے نہیں ہے

ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے
پر تجھ سی تو کوئی شے نہیں ہے

ہاں، کھائیو مت فریبِ ہستی
ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے

شادی سے گزر، کہ غم نہ ہووے
اُردی جو نہ ہو، تو دَے نہیں ہے

کیوں ردِّ قدح کرے ہے، زاہد
مے ہے، یہ مگس کی قے نہیں ہے

ہستی ہے، نہ کچھ عدم ہے، غالب
آخر تُو کیا ہے، اے، نہیں ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

۱۹۸

نہ پوچھ نسخۂ مرہم، جراحتِ دل کا
کہ اُس میں ریزۂ الماس جزوِ اعظم ہے

بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی
وہ اک نگہ، کہ بظاہر نگاہ سے کم ہے

۱۹۹

ہم رشک کو اپنے بھی، گوارا نہیں کرتے
مرتے ہیں، ولے اُن کی تمنا نہیں کرتے

در پردہ اُنہیں غیر سے ہے ربطِ نہانی
ظاہر کا یہ پردا ہے، کہ پردا نہیں کرتے

یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے
غالب کو بُرا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے

۲۰۰

کرے ہے بادہ، ترے لب سے، کسبِ رنگِ فروغ
خطِ پیالہ سراسر نگاہِ گلچیں ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

کبھی تو اس دلِ شوریدہ کی بھی داد ملے
کہ ایک عمر سے حسرت پرستِ بالیں ہے

بجا ہے، گر نہ سنے، نالہ ہائے بلبلِ زار
کہ گوشِ گل، نمِ شبنم سے، پنبہ آگیں ہے

اسد ہے نزع میں، چل بے وفا، برائے خدا
مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے

۲۰۱

کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو
یعنی اس بیمار کو نظارے سے پرہیز ہے

مرتے مرتے، دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی
وائے ناکامی، کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے

عارضِ گل دیکھ، روئے یار یاد آیا، اسد
جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے

۲۰۲

دیا ہے دل اگر اُس کو، بشر ہے، کیا کہیے
ہوا رقیب، تو ہو، نامہ بر ہے، کیا کہیے

http://muftbooks.blogspot.com/

یہ ضد، کہ آج نہ آوے اور آئے بِن نہ رہے
قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے، کیا کہیے

رہے ہے یوں گہ و بے گہ، کہ کوے دوست کو اب
اگر نہ کہیے کہ دشمن کا گھر ہے، کیا کہیے

زہے کرشمہ، کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب
کہ بِن کہے ہی اُنہیں سب خبر ہے، کیا کہیے

سمجھ کے کرتے ہیں، بازار میں وہ، پرسشِ حال
کہ یہ کہے، کہ سرِ رہ گزر ہے، کیا کہیے

تمہیں نہیں ہے سرِ رشتۂ وفا کا خیال
ہمارے ہاتھ میں کچھ ہے، مگر ہے کیا، کہیے

اُنہیں سوال پہ زعمِ جنوں ہے، کیوں لڑیے
ہمیں جواب سے قطعِ نظر ہے، کیا کہیے

حسد، سزائے کمالِ سخن ہے، کیا کیجے
ستم، بہائے متاعِ ہنر ہے، کیا کہیے

کہا ہے کس نے، کہ غالب بُرا نہیں، لیکن
سوائے اِس کے، کہ آشفتہ سر ہے، کیا کہیے

http://muftbooks.blogspot.com/

دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے
کر گئی وابستۂ تن میری عُریانی مجھے

بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں
مرحبا میں، کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے

کیوں نہ ہو بے التفاتی، اُس کی خاطر جمع ہے
جانتا ہے محوِ پُرسش ہائے پنہانی مجھے

میرے غمخانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی
لکھ دیا منجملۂ اسبابِ ویرانی، مجھے

بد گماں ہوتا ہے وہ کافر، نہ ہوتا، کاش کے
اِس قدر ذوقِ نوائے مرغِ بستانی مجھے

وائے، واں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا
لے گیا تھا گور میں، ذوقِ تن آسانی مجھے

وعدہ آنے کا وفا کیجے، یہ کیا انداز ہے
تم نے کیوں سونپی ہے، میرے گھر کی دربانی، مجھے

ہاں نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری، واہ، واہ
پھر ہوا ہے تازہ سودائے غزل خوانی مجھے

http://muftbooks.blogspot.com/

دی مرے بھائی کو حق نے، از سرِ نو زندگی
میرزا یوسف، ہے غالب، یوسفِ ثانی مجھے

۲۰۴

یاد ہے شادی میں بھی، ہنگامۂ یارب، مجھے
سُبحۂ زاہد ہوا ہے، خندہ زیرِ لب مجھے

ہے کشادِ خاطرِ وابستہ در، رہنِ سخن
تھا طلسمِ قفلِ ابجد، خانۂ مکتب مجھے

یارب، اِس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے
رشک، آسایش پہ ہے زندانیوں کی، اب مجھے

طبع ہے مشتاقِ لذت ہائے حسرت، کیا کروں
آرزو سے، ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے

دل لگا کر آپ بھی غالب مجھی سے ہو گئے
عشق سے آتے تھے مانع، میرزا صاحب مجھے

۲۰۵

حضورِ شاہ میں، اہلِ سخن کی آزمایش ہے
چمن میں، خوش نوایانِ چمن کی آزمایش ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

قد و گیسو میں، قیس و کوہ کن کی آزمایش ہے
جہاں ہم ہیں، وہاں دار و رسن کی آزمایش ہے

کریں گے کوہ کن کے حوصلے کا امتحاں آخر
ہنوز اُس خستہ کے نیروے تن کی آزمایش ہے

نسیمِ مصر کو کیا پیر کنعاں کی ہوا خواہی
اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمایش ہے

وہ آیا بزم میں، دیکھو، نہ کہیو پھر، کہ غافل تھے
شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمایش ہے

رہے دل ہی میں تیر، اچھا، جگر کے پار ہو، بہتر
غرض شستِ بتِ ناوک فگن کی آزمایش ہے

نہیں کچھ سُبحہ و زنار کے پھندے میں گیرائی
وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمایش ہے

پڑا رہ، اے دلِ وابستہ، بیتابی سے کیا حاصل
مگر پھر تابِ زُلفِ پُرشکن کی آزمایش ہے

رگ و پے میں جب اُترے زہرِ غم، تب دیکھیے کیا ہو
ابھی تو تلخیِ کام و دہن کی آزمایش ہے

وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا، غالب
نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمایش ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں، گر آجائے ہے، مجھ سے
جفائیں کر کے اپنی یاد، شرما جائے ہے، مجھ سے

خدایا، جذبۂ دل کی مگر تاثیر اُلٹی ہے
کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھچتا جائے ہے مجھ سے

وہ بد خُو، اور میری داستانِ عشق طولانی
عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے

اُدھر وہ بدگمانی ہے، اِدھر یہ ناتوانی ہے
نہ پوچھا جائے ہے اُس سے، نہ بولا جائے ہے مجھ سے

سنبھلنے دے مجھے، اے نا اُمیدی، کیا قیامت ہے
کہ دامانِ خیالِ یار، چھوٹا جائے ہے مجھ سے

تکلف بر طرف، نظارگی میں بھی سہی، لیکن
وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے

ہوئے ہیں پانو ہی پہلے، نبردِ عشق میں زخمی
نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے، نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے

قیامت ہے، کہ ہووے مدعی کا ہم سفر، غالب
وہ کافر، جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے

http://muftbooks.blogspot.com/

زبسکہ مشقِ تماشا، جنوں علامت ہے
کشاد و بستِ مژہ، سیلیِ ندامت ہے

نہ جانوں، کیونکہ مٹے داغِ طعنِ بدعہدی
تجھے کہ آئینہ بھی ورطۂ ملامت ہے

بہ پیچ و تابِ ہوس، سلکِ عافیت مت توڑ
نگاہِ عجز سرِ رشتۂ سلامت ہے

وفا مقابل و دعوائے عشق بے بنیاد
جنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے

لاغر اِتنا ہوں، کہ گر تُو بزم میں جا دے مجھے
میرا ذمّہ، دیکھ کر گر کوئی بتلا دے مجھے

کیا تعجب ہے، کہ اُس کو دیکھ کر آجائے رحم
واں تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے

منھ نہ دکھلاوے، نہ دکھلا، پر بہ اندازِ عتاب
کھول کر پردہ، ذرا آنکھیں ہی دکھلا دے مجھے

http://muftbooks.blogspot.com/

یاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہے، کہ میں
زلف گر بن جاؤں، تو شانے میں اُلجھا دے مجھے

۲۰۹

بازیچۂ اطفال ہے دنیا، مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا، مرے آگے

ایک کھیل ہے اورنگِ سلیماں، مرے نزدیک
ایک بات ہے اعجازِ مسیحا، مرے آگے

جُز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور
جز وہم، نہیں ہستیِ اشیا مرے آگے

ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا، مرے ہوتے
گھستا ہے جبیں خاک پہ دریا، مرے آگے

مت پوچھ، کہ کیا حال ہے میرا، ترے پیچھے
تو دیکھ، کہ کیا رنگ ہے تیرا، مرے آگے

سچ کہتے ہو، خود بین و خود آرا ہوں، نہ کیوں ہوں
بیٹھا ہے بتِ آئینہ سیما، مرے آگے

پھر دیکھیے، اندازِ گل افشانیِ گفتار
رکھ دے کوئی، پیمانۂ صہبا مرے آگے

http://muftbooks.blogspot.com/

نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا
کیوں کر کہوں، لو نام نہ اُن کا مرے آگے

ایماں مجھے روکے ہے، تو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے

عاشق ہوں، پہ معشوق فریبی ہے مرا کام
مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلا، مرے آگے

خوش ہوتے ہیں، پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے
آئی شبِ ہجراں کی تمنا، مرے آگے

ہے موجزن اک قلزمِ خوں، کاش، یہی ہو
آتا ہے، ابھی دیکھیے، کیا کیا، مرے آگے

گو ہاتھ کو جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا
غالب کو بُرا کیوں کہو، اچھا، مرے آگے

۲۱۰

کہوں جو حال، تو کہتے ہو، مدعا کہیے
تمہیں کہو، کہ جو تم یوں کہو، تو کیا کہیے

http://muftbooks.blogspot.com/

نہ کہیو طعن سے پھر تم، کہ ہم ستمگر ہیں
مجھے تو خُو ہے، کہ جو کچھ کہو، بجا، کہیے

وہ نیشتر سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے
نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے

نہیں ذریعۂ راحت، جراحتِ پیکاں
وہ زخمِ تیغ ہے، جس کو کہ دل کشا کہیے

جو مدّعی بنے، اُس کے نہ مدّعی بنیے
جو نا سزا کہے، اُس کو نہ ناسزا کہیے

کہیں حقیقتِ جاں کاہیِ مرض لکھیے
کہیں مصیبتِ ناسازیِ دوا کہیے

کبھی شکایتِ رنجِ گراں نشیں کیجے
کبھی حکایتِ صبرِ گریز پا کہیے

رہے نہ جان، تو قاتل کو خوں بہا دیجے
کٹے زبان، تو خنجر کو مرحبا کہیے

نہیں نگار کو اُلفت، نہ ہو، نگار تو ہے
روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے

نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے
طراوتِ چمن و خوبیِ ہوا کہیے

http://muftbooks.blogspot.com/

سفینہ جب کہ کنارے پہ آ لگا، غالب
خدا سے کیا ستم وجورِ ناخدا کہیے

رونے سے اور عشق میں بیباک ہو گئے
دھوئے گئے ہم ایسے، کہ بس پاک ہو گئے

صرفِ بہائے مے ہوئے، آلاتِ مے کشی
تھے یہ ہی دو حساب، سو یوں پاک ہو گئے

رُسوائے دہر گو ہوئے، آوارگی سے تم
بارے طبیعتوں کے تو چالاک ہو گئے

کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو، بے اثر
پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے

پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا
آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہو گئے

کرنے گئے تھے اُس سے تغافل کا ہم گلا
کی ایک ہی نگاہ، کہ بس خاک ہو گئے

اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسد کی لاش
دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے

http://muftbooks.blogspot.com/

۲۱۲

نشہ ہا شاداب رنگ و ساز ہا مستِ طرب
شیشۂ مے سروِ سبزِ جوئبار نغمہ ہے

ہمنشیں مت کہہ، کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست
واں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے

۲۱۳

عرضِ نازِ شوخیِ دنداں، برائے خندہ ہے
دعوٰئے جمعیتِ احباب، جائے خندہ ہے

ہے عدم میں، غنچہ محوِ عبرتِ انجامِ گل
یک جہاں زانو تامّل در قفائے خندہ ہے

کلفتِ افسردگی کو عیشِ بے تابی حرام
ورنہ دنداں در دل افشردن بنائے خندہ ہے

سوزشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یاں
دل محیطِ گریہ و لب آشنائے خندہ ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

حسن بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے
آئینہ زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے

تا کجا، اے آگہی، رنگِ تماشا باختن
چشمِ وا گردیدہ آغوشِ وداعِ جلوہ ہے

جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی
مشکل، کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی

عالم غبارِ وحشتِ مجنوں ہے سر بسر
کب تک خیالِ طرۂ لیلا کرے کوئی

افسردگی نہیں طرب انشاے التفات
ہاں، درد بن کے دل میں مگر جا کرے کوئی

رونے سے، اے ندیم، ملامت نہ کر مجھے
آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی

چاکِ جگر سے، جب رہِ پرسش نہ وا ہوئی
کیا فائدہ، کہ جیب کو رُسوا کرے کوئی

http://muftbooks.blogspot.com/

لختِ جگر سے ہے رگِ ہر خار، شاخِ گل
تا چند باغبانیِ صحرا کرے کوئی

ناکامیِ نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز
تو وہ نہیں، کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی

ہر سنگ و خشت ہے صدفِ گوہرِ شکست
نقصاں نہیں، جنوں سے جو سودا کرے کوئی

سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عمر
فرصت کہاں، کہ تیری تمنا کرے کوئی

ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز
یہ درد وہ نہیں، کہ نہ پیدا کرے کوئی

بے کاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل
جب ہاتھ ٹوٹ جائیں، تو پھر کیا کرے کوئی

حسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے، اسد
پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی

ابنِ مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

http://muftbooks.blogspot.com/

شرع و آئین پر مدار سہی
ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی

چال، جیسے کڑی کمان کا تیر
دل میں ایسے کے جا کرے کوئی

بات پر واں زبان کٹتی ہے
وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے، خدا کرے، کوئی

نہ سنو، گر بُرا کہے کوئی
نہ کہو، گر بُرا کرے کوئی

روک لو، گر غلط چلے کوئی
بخش دو، گر خطا کرے کوئی

کون ہے، جو نہیں ہے حاجتمند
کس کی حاجت روا کرے کوئی

کیا کیا خضر نے سکندر سے
اب کسے رہنما کرے کوئی

جب توقع ہی اُٹھ گئی، غالب
کیوں کسی کا گِلا کرے کوئی

http://muftbooks.blogspot.com/

بہت سہی غمِ گیتی، شراب کم کیا ہے
غلامِ ساقیِ کوثر ہوں، مجھ کو غم کیا ہے

تمہاری طرز و روش، جانتے ہیں ہم، کیا ہے
رقیب پر ہے اگر لطف، تو ستم کیا ہے

سخن میں خامۂ غالب کی آتش افشانی
یقیں ہے ہم کو بھی، لیکن اب اُس میں دم کیا ہے

باغ پا کر خفقانی، یہ ڈراتا ہے مجھے
سایۂ شاخِ گل، افعی نظر آتا ہے مجھے

جوہرِ تیغ بہ سر چشمۂ دیگر معلوم
ہوں میں وہ سبزہ، کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے

مدعا محوِ تماشائے شکستِ دل ہے
آئینہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے

نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کفِ خاک
آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے

http://muftbooks.blogspot.com/

زندگی میں تو وہ محفل سے اُٹھا دیتے تھے
دیکھوں، اب مر گئے پر، کون اُٹھاتا ہے مجھے

۲۱۹

روندی ہوئی ہے، کوکبۂ شہریار کی
اِترائے کیوں نہ خاک، سرِ رہ گزار کی

جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ
لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی

بھوکے نہیں ہیں سیرِ گلستاں کے ہم، ولے
کیوں کر نہ کھائیے، کہ ہوا ہے بہار کی

۲۲۰

ہزاروں خواہشیں ایسی، کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان، لیکن پھر بھی کم نکلے

ڈرے کیوں میرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر
وہ خوں، جو چشمِ تر سے، عمر بھر یوں دم بدم نکلے

نکلنا خُلد سے آدم کا سنتے آئے تھے، لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

http://muftbooks.blogspot.com/

بھرم کھل جائے، ظالم، تیرے قامت کی درازی کا
اگر اِس طرۂ پُر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے

مگر لکھوائے کوئی اُس کو خط، تو ہم سے لکھوائے
ہوئی صبح، اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے

ہوئی اِس دور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی
پھر آیا وہ زمانہ، جو جہاں میں جامِ جم نکلے

ہوئی جن سے توقع، خستگی کی داد پانے کی
وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے

محبت میں نہیں ہے فرق، جینے اور مرنے کا
اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں، جس کافر پہ دم نکلے

کہاں مے خانے کا دروازہ، غالب، اور کہاں واعظ
پر اتنا جانتے ہیں، کل وہ جاتا تھا، کہ ہم نکلے

کوہ کے ہوں بارِ خاطر، گر صدا ہوجائیے
بے تکلف، اے شرارِ جستہ، کیا ہوجائیے

بیضہ آسا، تنگ بال و پر پہ ہے کنجِ قفس
از سر نو زندگی ہو، گر رِہا ہوجائیے

http://muftbooks.blogspot.com/

۲۲۲

مستی بہ ذوقِ غفلتِ ساقی ہلاک ہے
موجِ شراب یک مژۂ خواب ناک ہے

جز زخمِ تیغِ ناز، نہیں دل میں آرزو
جیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے

جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں، اسد
صحرا ہماری آنکھ میں یک مشتِ خاک ہے

۲۲۳

لبِ عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی
قیامت کشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے

۲۲۴

آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے
نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے اُنگلی جادہ سے

بزمِ مے، وحشت کدہ ہے، کس کی چشمِ مست کا
شیشے میں نبضِ پری، پنہاں ہے موجِ بادہ سے

http://muftbooks.blogspot.com/

۲۲۵

ہوں میں بھی تماشائیِ نیرنگِ تمنا
مطلب نہیں کچھ اِس سے، کہ مطلب ہی برآوے

۲۲۶

سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر
مری قسمت میں یوں تصویر ہے شبہائے ہجراں کی

۲۲۷

ہجومِ نالہ، حیرت، عاجزِ عرضِ یک افغاں ہے
خموشی، ریشۂ صد نیستاں سے خس بدنداں ہے

تکلف برطرف، ہے جاں ستاں تر، لطفِ بد خویاں
نگاہِ بے حجابِ ناز، تیغِ تیزِ عُریاں ہے

ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف، کیفیتِ شادی
کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے

دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے
کہ اِس بازار میں، ساغر متاعِ دست گرداں ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

غم آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے، عاشق کو
چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے

۲۲۸

خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے
نگاہ، دل سے ترے، سرمہ سا نکلتی ہے

فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم
صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے

نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آبِ تیغِ نگاہ
کہ زخمِ روزنِ در سے ہوا نکلتی ہے

۲۲۹

جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے
نافہ دماغِ آہوے دشتِ تتار ہے

کس کا سراغِ جلوہ ہے حیرت کو، اے خدا
آئینہ فرشِ شش جہتِ انتظار ہے

ہے ذرہ ذرہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق
گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

دل مدعی و دیدہ بنا مدعا علیہ
نظارے کا مقدمہ پھر روبکار ہے

چھڑکے ہے شبنم آئینۂ برگِ گل پر آب
اے عندلیب، وقتِ وداعِ بہار ہے

پیچ آ پڑی ہے وعدۂ دلدار کی مجھے
وہ آئے یا نہ آئے پہ یاں اِنتظار ہے

بے پردہ سُوئے وادیِ مجنوں گزر نہ کر
ہر ذرے کے نقاب میں دل بیقرار ہے

اے عندلیب، یک کفِ خس بہرِ آشیاں
طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے

دل مت گنوا، خبر نہ سہی، سیر ہی سہی
اے بے دماغ، آئینہ تمثال دار ہے

غفلت کفیلِ عمر و اسد ضامنِ نشاط
اے مرگِ ناگہاں، تجھے کیا اِنتظار ہے

آئینہ کیوں نہ دوں، کہ تماشا کہیں جسے
ایسا کہاں سے لاؤں، کہ تجھ سا کہیں جسے

http://muftbooks.blogspot.com/

حسرت نے لا رکھا، تری بزمِ خیال میں
گلدستۂ نگاہ، سویدا کہیں جسے

پھونکا ہے کس نے گوشِ محبت میں، اے خدا
افسونِ انتظار، تمنا کہیں جسے

سر پر ہجومِ دردِ غریبی سے، ڈالیے
وہ ایک مشتِ خاک، کہ صحرا کہیں جسے

ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں
شوقِ عناں گسیختہ، دریا کہیں جسے

درکار ہے، شگفتنِ گلہائے عیش کو
صبحِ بہار، پنبۂ مینا کہیں جسے

غالب، بُرا نہ مان، جو واعظ بُرا کہے
ایسا بھی کوئی ہے، کہ سب اچھا کہیں جسے

شبنم بہ گلِ لالہ، نہ خالی ز ادا ہے
داغِ دلِ بے درد، نظر گاہِ حیا ہے

دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار
آئینہ بہ دستِ بتِ بدمستِ حنا ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

شعلے سے نہ ہوتی، ہوسِ شعلہ نے جو کی
جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے

تمثال میں تیری، ہے وہ شوخی، کہ بصد ذوق
آئینہ، بہ اندازِ گل، آغوش کشا ہے

قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ
اے نالہ، نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے

خو نے تری افسردہ کیا، وحشتِ دل کو
معشوقی و بے حوصلگی، طرفہ بلا ہے

مجبوری و دعوائے گرفتاریِ الفت
دستِ تہِ سنگ آمدہ پیمانِ وفا ہے

معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ
تیغِ ستم آئینۂ تصویر نما ہے

اے پرتوِ خورشیدِ جہاں تاب، اِدھر بھی
سایے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب، اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

بیگانگیِ خلق سے بے دل نہ ہو، غالب
کوئی نہیں تیرا، تو میری جان، خدا ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

منظور تھی یہ شکل، تجلّی کو نور کی
قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی

اک خونچکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں
پڑتی ہے آنکھ، تیرے شہیدوں پہ، حور کی

واعظ نہ تم پیو، نہ کسی کو پلا سکو
کیا بات ہے تمہاری شرابِ طہور کی

لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل، کہ کیوں اُٹھا
گویا، ابھی سنی نہیں آواز صور کی

آمد بہار کی ہے، جو بلبل ہے نغمہ سنج
اُڑتی سی اک خبر ہے، زبانی طیور کی

گو واں نہیں، پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں
کعبے سے اِن بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی

کیا فرض ہے، کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ، ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی

گرمی سہی کلام میں، لیکن نہ اِس قدر
کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی

http://muftbooks.blogspot.com/

غالب، گر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں
حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی

غم کھانے میں بودا، دلِ ناکام، بہت ہے
یہ رنج، کہ کم ہے مےِ گلفام، بہت ہے

کہتے ہوئے ساقی سے حیا آتی ہے، ورنہ
ہے یوں، کہ مجھے دُردِ تہِ جام بہت ہے

نے تیر کماں میں ہے، نہ صیاد کمیں میں
گوشے میں قفس کے، مجھے آرام بہت ہے

کیا زُہد کو مانوں، کہ نہ ہو گرچہ ریائی
پاداشِ عمل کی طمع خام بہت ہے

ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں
پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے

زمزم ہی پہ چھوڑو، مجھے کیا طوفِ حرم سے
آلودہ بہ مے، جامۂ احرام، بہت ہے

ہے قہر گر اب بھی نہ بنے بات، کہ اُن کو
اِنکار نہیں اور مجھے اِبرام بہت ہے

http://muftbooks.blogspot.com/

خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں، اے مرگ
رہنے دے مجھے یاں، کہ ابھی کام بہت ہے

ہوگا کوئی ایسا بھی، کہ غالب کو نہ جانے
شاعر تو وہ اچھا ہے، پہ بدنام بہت ہے

مدت ہوئی ہے، یار کو مہماں کیے ہوئے
جوشِ قدح سے، بزم چراغاں کیے ہوئے

کرتا ہوں جمع پھر، جگرِ لخت لخت کو
عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے

پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم
برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے

پھر گرمِ نالہ ہائے شرر بار ہے نفس
مدت ہوئی ہے سیرِ چراغاں کیے ہوئے

پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق
سامانِ صد ہزار نمکداں کیے ہوئے

پھر بھر رہا ہے خامۂ مژگاں، بہ خونِ دل
سازِ چمن طرازیِ داماں کیے ہوئے

http://muftbooks.blogspot.com/

باہم دگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب
نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے

دل پھر طوافِ کوئے ملامت کو جائے ہے
پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے

پھر شوق کررہا ہے خریدار کی طلب
عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کیے ہوئے

دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال
صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے

پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا
جاں نذرِ دل فریبیِ عنواں کیے ہوئے

مانگے ہے پھر، کسی کو لبِ بام پر، ہوس
زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے

چاہے ہے پھر، کسی کو مقابل میں، آرزو
سُرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے

اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر، نگاہ
چہرہ فروغِ مے سے گلستاں کیے ہوئے

پھر، جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں
سر زیرِ بارِ منتِ درباں کیے ہوئے

http://muftbooks.blogspot.com/

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت، کہ رات دن
بیٹھے رہیں تصورِ جاناں کیے ہوئے

غالب، ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے
بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کیے ہوئے

نویدِ امن ہے، بے دادِ دوست، جاں کے لیے
رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے

بلا سے گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے
رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوں فشاں کے لیے

وہ زندہ ہم ہیں، کہ ہیں روشناسِ خلق، اے خضر
نہ تم، کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لیے

رہا بلا میں بھی میں مبتلائے آفتِ رشک
بلائے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کے لیے

فلک نہ دور رکھ اُس سے مجھے، کہ میں ہی نہیں
دراز دستیِ قاتل کے امتحاں کے لیے

مثال یہ مری کوشش کی ہے، کہ مرغِ اسیر
کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے

http://muftbooks.blogspot.com/

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا، مری جو شامت آئے
اُٹھا، اور اُٹھ کے قدم، میں نے پاسباں کے لیے

بہ قدرِ شوق نہیں، ظرفِ تنگنائے غزل
کچھ اور چاہیے وسعت، مرے بیاں کے لیے

دیا ہے خلق کو بھی، تا اُسے نظر نہ لگے
بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لیے

زباں پہ بارِ خدایا، یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے

نصیرِ دولت و دیں، اور معینِ ملت و ملک
بنا ہے چرخِ بریں جس کے آستاں کے لیے

زمانہ عہد میں اُس کے ہے محوِ آرائش
بنیں گے اور ستارے اب آسماں کے لیے

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے

ادائے خاص سے غالب ہوا ہے نکتہ سرا
صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

http://muftbooks.blogspot.com/

ضمیمہ

قطعہ

گئے وہ دن ، کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری
کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے

بس، اب بگڑے پہ کیا شرمندگی، جانے دو، مل جاؤ
قسم لو ہم سے، گریہ بھی کہیں، کیوں ہم نہ کہتے تھے

http://muftbooks.blogspot.com/

قطعہ

کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں
اک تیر میرے سینے میں مارا، کہ ہائے ہائے

وہ سبزہ زار ہائے مطرا، کہ ہے غضب
وہ نازنیں بتانِ خودآرا، کہ ہائے ہائے

صبر آزما وہ اُن کی نگاہیں، کہ حَف نظر
طاقت رُبا وہ اُن کا اشارا، کہ ہائے ہائے

وہ میوہ ہائے و تازہ و شیریں کہ واہ واہ
وہ بادہ ہائے ناب و گوارا، کہ ہائے ہائے

اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نہ کہوں
ہے حیا مانعِ اظہار کہوں یا نہ کہوں

نہیں کرنے کا میں تقریر، ادب سے باہر
میں بھی ہوں واقفِ اسرار، کہوں یا نہ کہوں

http://muftbooks.blogspot.com/

شکوہ سمجھو اسے، یا کوئی شکایت سمجھو
اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نہ کہوں

اپنے دل ہی سے میں احوالِ گرفتاریِ دل
جب نہ پاؤں کوئی غم‌خوار، کہوں یا نہ کہوں

دل کے ہاتھوں سے، کہ ہے دشمنِ جانی اپنا
ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں

میں تو دیوانہ ہوں، اور ایک جہاں ہے غماز
گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں

آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے، تو اسد
حسبِ حال اپنے پھر اشعار، کہوں یا نہ کہوں

٤

ممکن نہیں، کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں
میں دشتِ غم میں، آہوئے صیاد دیدہ ہوں

ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو
گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں

جاں لب پہ آئی، تو بھی نہ شیریں ہوا دہن
از بسکہ، تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں

http://muftbooks.blogspot.com/

نے سبحہ سے علاقہ، نہ ساغر سے رابطہ
میں معرضِ مثال میں، دستِ بریدہ ہوں

ہوں خاکسار، پر نہ کسی سے ہے مجھ کو لاگ
نے دانۂ فتادہ ہوں، نے دامِ چیدہ ہوں

جو چاہیے، نہیں وہ مری قدر و منزلت
میں یوسفِ بقیمتِ اول خریدہ ہوں

ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ
ہوں میں کلامِ نغز، ولے ناشنیدہ ہوں

اہلِ ورع کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل
پر عاصیوں کے فرقے میں، میں برگزیدہ ہوں

پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح، اسد
ڈرتا ہوں آئینے سے، کہ مردم گزیدہ ہوں

۵

مجلسِ شمع عذاراں میں جو آجاتا ہوں
شمع ساں میں تہِ دامانِ صبا جاتا ہوں

ہووے ہے جادۂ رہ، رشتۂ گوہر ہر گام
جس گزرگاہ میں، میں آبلہ پا جاتا ہوں

http://muftbooks.blogspot.com/

سر گراں مجھ سے سبک رو کے نہ رہنے سے رہو
کہ بہ یک جنبش لب مثلِ صدا جاتا ہوں

٦

میں ہوں مشتاق جفا، مجھ پہ جفا اور سہی
تم ہو بیداد سے خوش، اس سے سوا اور سہی

غیر کی مرگ کا غم کس لیے، اے غیرتِ ماہ
ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا، اور سہی

تم ہو بت، پھر تمہیں پندارِ خدائی کیوں ہے
تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی

حسن میں حور سے بڑھ کر نہیں ہونے کے کبھی
آپ کا شیوہ و انداز و ادا اور سہی

تیرے کوچے کا ہے مائل دلِ مضطر میرا
کعبہ اک اور سہی، قبلہ نما اور سہی

کوئی دنیا میں مگر باغ نہیں ہے، واعظ
خُلد بھی باغ ہے، خیر آب و ہوا اور سہی

کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملالیں، یارب
سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی

http://muftbooks.blogspot.com/

مجھ کو وہ دو، کہ جسے کھا کے نہ پانی مانگوں
زہر کچھ اور سہی، اب بقا اور سہی

مجھ سے، غالب، یہ علائی نے غزل لکھوائی
ایک بے داد گرِ رنج فزا اور سہی

۷

ہے غنیمت، کہ بامید گزر جائے گی عمر
نہ ملے داد، مگر روزِ جزا ہے تو سہی

دوست گر کوئی نہیں ہے، جو کرے چارہ گری
نہ سہی، ایک تمنائے دوا ہے تو سہی

غیر سے، دیکھیے کیا خوب نبھائی اُس نے
نہ سہی ہم سے، پر اُس بت میں وفا ہے تو سہی

کبھی آجائے گی، کیوں کرتے ہو جلدی، غالب
شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا ہے تو سہی

۸

ابر روتا ہے، کہ بزمِ طرب آمادہ کرو
برق ہنستی ہے، کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو

http://muftbooks.blogspot.com/

۹

چند تصویرِ بتاں، چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

۱۰

دو رنگیاں یہ زمانے کی جیتے جی ہیں سب
کہ مُردوں کو نہ بدلتے ہوئے کفن دیکھا

۱۱

دمِ واپسیں بر سرِ راہ ہے
عزیزو، اب اللہ ہی اللہ ہے

۱۲

ہے کہاں، تمنا کا دوسرا قدم، یارب
ہم نے دشتِ امکاں کو، ایک نقشِ پا پایا

http://muftbooks.blogspot.com/

١٣

اگر آسودگی ہے مدعائے رنج بیتابی
نثارِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا

١٤

اسد، یہ عجز و بے سامانی فرعون توام ہے
جسے تو بندگی کہتا ہے، دعوٰی ہے خدائی کا

١٥

ہم نے وحشت کدۂ بزمِ جہاں میں جوں شمع
شعلۂ عشق کو اپنا سر و ساماں سمجھا

١٦

بصورت تکلف، بمعنی تاسف
اسد، میں تبسم ہوں پژمردگاں کا

http://muftbooks.blogspot.com/

خود پرستی سے رہے باہم دگر ناآشنا
بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا

ربط یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزائے بہار
سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گل ناآشنا

۱۸

پھر وہ سوئے چمن آتا ہے خدا خیر کرے
رنگ اڑتا ہے گلستاں کے ہواداروں کا

۱۹

ازانجا کہ حسرت کشِ یار ہیں ہم
رقیبِ تمنائے دیدار ہیں ہم

تماشائے گلشن، تمنائے چیدن
بہار افرینا، گنہگار ہیں ہم

نہ ذوقِ گریباں، نہ پروائے داماں
نگہ آشنائے گل و خار ہیں ہم

http://muftbooks.blogspot.com/

اسد شکوہ کفر و دعا ناسپاسی
ہجوم تمنا سے لاچار ہیں ہم

۲۰

پھر حلقۂ کاکل میں پڑیں دید کی راہیں
جوں دود فراہم ہوئیں روزن میں نگاہیں

دیر و حرم، آئینۂ تکرارِ تمنا
واماندگیِ شوق تراشے ہے پناہیں

۲۱

ہوں گرمیِ نشاطِ تصور سے نغمہ سنج
میں عندلیبِ گلشنِ نا آفریدہ ہوں

۲۲

اے نوا سازِ تماشا، سر بکف جلتا ہوں میں
اک طرف جلتا ہے دل، اور اک طرف جلتا ہوں میں

ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ، ہر یک عضوِ تن
جوں چراغانِ دوالی صف بصف جلتا ہوں میں

http://muftbooks.blogspot.com/

۲۳

اسـد، بزمِ تماشا میں، تغافل پردہ داری ہے
اگر ڈھانپے، تو آنکھیں ڈھانپ، ہم تصویرِ عریاں ہیں

۲۴

فتادگی میں قدم استوار رکھتے ہیں
برنگِ جادہ سرِ کوے یار رکھتے ہیں

جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے، غالب
بسانِ دشت دلِ پُر غبار رکھتے ہیں

۲۵

ہے طلسمِ دیر میں، صد حشرِ پاداشِ عمل
آگہی غافل، کہ یک امروز بے فردا نہیں

۲۶

مجھے معلوم ہے، جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے
کہیں ہو جائے جلد، اے گردشِ گردونِ دوں وہ، بھی

http://muftbooks.blogspot.com/

۲۷

ہے یاس میں اسد کو ساقی سے بھی فراغت
دریا سے خشک گذرے مستوں کی تشنہ کامی

۲۸

گر مصیبت تھی، تو غربت میں اُٹھالیتے، اسد
میری دہلی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے

۲۹

بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار
یعنی یہ ہر ورق، ورقِ انتخاب ہے

۳۰

تا چند پستِ فطرتیِ طبعِ آرزو
یارب، ملے بلندیِ دستِ دعا مجھے

یک بار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے
اے جوشِ عشق، بادۂ مرد آزما مجھے

http://muftbooks.blogspot.com/

۳۱

اسد، اُٹھنا قیامت قامتوں کا، وقتِ آرایش
لباسِ نظم میں، بالیدنِ مضمونِ عالی ہے

۳۲

ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے، اسد
لائق نہیں رہے ہیں، غمِ روزگار کے

۳۳

اسد، بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ
اگر وا ہو، تو دکھلادوں، کہ یک عالم گلستاں ہے

۳٤

آتش افروزیِ یک شعلۂ ایماں تجھ سے
چشمک آرائیِ صد شہرِ چراغاں مجھ سے

http://muftbooks.blogspot.com/

۳۵

اسد، بہارِ تماشائے گلستانِ حیات
وصالِ لالہ عذارانِ سر و قامت ہے

۳۶

رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر، اسد
پیچ و تابِ دل، نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے

۳۷

توڑ بیٹھے، جب کہ ہم جام و سبو، پھر ہم کو کیا
آسماں سے بادۂ گلفام، گو برسا کرے

۳۸

تا چند، نازِ مسجد و بت خانہ کھینچیے
جوں شمع، دل بہ خلوتِ جانانہ کھینچیے

عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر
دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے

http://muftbooks.blogspot.com/

بے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے، اسدؔ
رختِ جنون سیل بہ ویرانہ کھینچیے

۳۹

خود نامہ بن کے جائیے، اُس آشنا کے پاس
کیا فائدہ کہ منتِ بیگانہ کھینچیے

۴۰

جام ہر ذرہ ہے سرشارِ تمنا مجھ سے
کس کا دل ہوں، کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے

۴۱

گدائے طاقتِ تقریر ہے زباں تجھ سے
کہ خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے

فسردگی میں ہے فریادِ بیدلاں تجھ سے
چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے

بہارِ حیرتِ نظارہ، سخت جانی سے
حنائے پائے اجل خونِ کشتگاں تجھ سے

http://muftbooks.blogspot.com/

طراوت سحرِ ایجادی اثر، یک سُو
بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے

چمن چمن گلِ آئینہ درکنارِ ہوس
اُمید محوِ تماشائے گلستاں تجھ سے

نیاز، پردۂ اظہارِ خود پرستی ہے
جبینِ سجدہ فشاں تجھ سے، آستاں تجھ سے

بہانہ جوئیِ رحمت، کمیں گرِ تقریب
وفائے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے

اسدؔ، بہ موسمِ گل در طلسمِ کنجِ قفس
خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے

http://muftbooks.blogspot.com/

بیاض

http://muftbooks.blogspot.com/

قیمت ۲۵ روپے

مکتبہ جامعہ (لمیٹڈ)
پرنٹنگ ہاؤس
بمبئی ۳

✡

رائٹرس ایمپوریم (پرائیویٹ لمیٹڈ)
پوسٹ بکس ۱۴۱۱
بمبئی ۱

✡

اُردو پبلشرز
۶۳۔ مورلینڈ روڈ
بمبئی ۸

✡

انجمن ترقی اُردو (ہند)
علی گڑھ
(یو۔پی)

✡

ادبی پرنٹنگ پریس بمبئی ۸ میں چھپا
سنہ ۱۹۵۸ء